

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ  
وَبِحَمْدِكَ

الحمد لله الذي أنعم علينا  
وأفضل الفضل أودع زين مولانا أحمد حسن عم فقيهم  
رسالة النعمة وسماعه راحة سبلى به

عَنْ تَنْزِيلِ  
سِتْرِ الْكِبَرِ وَالنَّقْصِ

سب فرائض خاتمة نفاذ أمير الدين  
رام باب بن تمام بادل عزير منشی عبد الغفران صاحب تاجر  
آفر محرم الحرام سنة ١٢٨٠ هـ

مطبع  
عزیز

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدور ہیں کب ترے وصفوں کے رقم کا | حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

حمد بجا دوس جابح صفات کمالیہ کو سزا ہے جسکی ذات شائبہ امکان کذب سے  
متزہ اور تمام عیوب و نقص سے برا ہے۔ اور صفات ناقصہ سے پاک ہونا صفت  
اوس کے وجوب کا مستقضا ہے۔ اور لغت لا تعداد سببی صادق و مصداق کو  
زیبا ہے جسے چراغ ہدایت ہم گمراہوں کے راستے میں رکھا۔ اور اسکی نبوت کی  
گواہی نے لاحقین کو خیر امم سابقین سے ملقب کیا۔ تمام انبیاء کے کمالات کا  
ظہور اوس کے نور کا جلوہ ہے۔ سب موجودات سے پردہ عدم کا دور ہونا اوس  
فیض کا کرشمہ ہے۔ اس بھیڑ کو کیا یاد کہ اوس مدوح باری کی توصیف کا ذکر  
زبان پر لائے۔ اور آپکی تعریف کے لائق ایک کلمہ بھی بیان کر سکے۔ بعد از  
خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا خلعت فاخرہ اس قامت زیبا پر راست۔ او خاتم  
ہونیکا کسوت گران بہا اسی عنقر لطیف پر درست ہے علی آرد اصحابہ اتا



افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ آنجناب کے مددگار حضرت ابو بکر یار غار و حضرت عمر  
 سعدت شعا حضرت عثمان ذی النورین جان نثار و حضرت علیؓ میدان علم کے  
 شہسوار یہ ہر چار اصحاب عمارت دین کے چار رکن رکین ہیں۔ انکے دو ستار  
 مستحق درجات اعلیٰ علیین ہیں۔ بعد حمد و نعت کے خادم طلبہ مسکین امیر الدین  
 طالبان حق اور منہرین قادر مطلق کینڈت بابرکت میں عرض رسا ہے۔ کہ اس  
 زمان پر آشوب میں یہ نوبت پہنچی کہ ہمارے علماء دین بجائے ہدایت خلق  
 ایسے سُلون میں بحث کرنے لگے جو عوام کی گمراہی کا باعث ہوں اور مخالفت  
 دین کی موجب طعن و ضحکہ اور سپر طرہ یہ ہے کہ نہ علماء محققین کے اقوال ملاحظہ  
 کرتے ہیں نہ اہل حق کا کنا مانتے ہیں بلکہ ایسے خوفناک امر کی اشاعت کے لیے  
 مجلسین منعقد کرتے ہیں اور اہل حق کے چھڑنے کے لیے دور دور تک استفغ  
 بھیجے جاتے ہیں والی اللہ! شکی چنانچہ اندونون اس مسم کا ایک استفقا دیوبند  
 سے حضرت استاذی افضل الفضلا اکمل الکمل سلطان المحققین فخر الدفین الفہام  
 النحر الفہام جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول محط حال کرام مرجع  
 خواص و عوام فخر زمیں مولانا حافظ احمد حسن عم فیضہ کی خدمت سراپا برکت میں  
 اس مضمون کا آیا کہ امکان کذب باری مذہب اہل سنت و جماعت ہی یا نہیں اور  
 اسکا قائل حق پر ہے یا امتناع کذب کا مستقد راہ راست پر ہر چند حضرت محمدؐ  
 کو مدیم الفرستی مانع وقت۔ اور کثرت اسباق سے تحریر جواب فتویٰ ہذا کی مکت

نہ تھی مگر سائل کی خاطر شکنی کے لحاظ سے بطریق ارتجال تقاضای استیصال  
 سے استفادہ نہ کر کا جواب تحریر فرمایا۔ جہین امکان کذب باری تعالیٰ کا استعمال  
 اور امتناع کذب باری کو بدلائل قطعیہ یقینیہ ثابت کیا۔ اگرچہ عدیم القریٰ کی وجہ  
 سے جناب ممدوح الصدر نے مختصر لکھا۔ لیکن چونکہ اصل ثبوت دعویٰ کے لیے  
 دلیل کافی اور رد زعم امکان کذب جاثانہ کے لیے برہان وافی تھی اس لیے منصفین  
 نے جب نہ نظر انصاف دیکھا بہت پسند کیا اور جابجا سے اس فتویٰ کی طلب  
 میں اس قدر خطوط آئے جنکی تعمیل و شوار تھی لہذا اس خاکسار ذرہ بمقدار نے  
 کمر ہمت چست کر کے یہ ارادہ ہضم کیا کہ یہ جواب بطور کتاب چند اوراق میں سب  
 کر کے مطبوع کرادیا جاوے تاکہ احقاق حق سب پر ظاہر ہو جاوے۔ راقم کو صرف  
 عوام کی نفع رسانی مد نظر ہے۔ اب یہاں سے صفحات مالیات میں جواب کے  
 کلمات طیبات اصل سوال کی نقل کرنے کے بعد درج کیے جاتے ہیں: **الافتادۃ والاستفادة وبیدہ اذمتہ الحفاظۃ عن الغلطۃ۔**

### سوال

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم اما بعد کیا فرماتے ہیں حامیان شرع احمدی اس مسئلہ  
 میں کہ زید یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امکان کذب باری تعالیٰ یعنی باری تعالیٰ کا منصف  
 بل کذب ہونا ممکن ہے اور عقیدہ اہل سنت و جماعت اس کو جاثانہ ہے اور یہ دلیل  
 بیان کرتا ہے کہ رد المحتار میں آیا ہے کہ **حل يجوز الخلف في الوعد فقط** اصر

ما فی الواقع والمقاصد ان المشاعر قالون يجوز ان لا يعد نقضاً  
بل جوداً وکرمًا اور نیز یہ بھی کہتا ہے کہ اگرچہ صرح الفاظ میں خلف فی الوعدہ  
مگر جبکہ امکان کذب فرع خلف فی الوعدہ ہے لہذا عبارت مواقف ومقاصد  
ضرور بالضرور مستلزم کذب باری تعالیٰ کو ہوگی اور عمر ویہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صادق  
حقیقی کذب سے منزه و سراسر ہے ذات باری کو یہ وہیہ نقصان لگتا ہے اعدو  
باللہ و تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً اور ہرگز ہرگز امکان کذب کو فرع  
خلف فی الوعدہ کی نہیں مانتا اب ان دونوں عقیدوں میں کون حق اور کون  
ناحق ہے اور عبارت مواقف ومقاصد کا کیا مطلب ہے آیا یہ معنی حق سمجھا ہے  
یا عمر و یا اور کوئی معنی ہیں او سکی تفصیل مرقوم ضرور بالضرور ہو اور معتقدین میں سے  
ایک کو دوسرے کے مقابلے میں کیا کہنا چاہیے زیادہ تر زبان درازی اس  
امر میں کیسی ہے بالتفصیل ارقام فرمایا گیا۔ +

### الجواب

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم والصلوة والسلام  
علی نبیک الکریم وصحبہ واهل بیتہ وازواجه واتباعہ اجمعین  
اقول مسعینا بجمہم الصداق والصواب صورت مسئلہ میں عمر کا عقیدہ  
بہت درست اور صحیح ہے بلا شک و شبہ سراسر امکان کذب سے منزه بلکہ اور یہی اعتقاد  
سنت اجماعہ کثرہم لہم کا ہے البتہ فروضاً و ذرایہ امکان کی یہ نیکیاں کا قال ہے اس دعویٰ

عمر کا عقیدہ  
بہت درست اور صحیح  
ہے

ثبوت میں اولاً اقوال مفسرین اور ثانیاً عبارات تکلمین اور ثالثاً اصول اصولیین غیر  
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ذیل میں درج جاتے ہیں اقوال مفسرین رحمہم اللہ  
 تعالیٰ مولانا قاضی ثناء اللہ بانی تہی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں وَمَنْ أَصْدَقُ  
 مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا قَوْلًا هَذِهِ الْجُمْلَةُ مَبْذُولَةُ التَّعْلِيلِ لِقَوْلِهِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَإِنْ أَخْبَارَهُ  
 تَعَالَى لَا يَحْتَمِلُ تَطَرُّقَ الْكُذْبِ إِلَيْهِ بَوَاحٍ مِنَ الْحُجَّةِ لِأَنَّهُ نَقَضَ مُسْتَحِيلَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى  
 فَمَا ثَبَتَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فَهُوَ حَقٌّ لَا رَيْبَ فِيهِ أَوْ قَاضِي مَضْيَاوِي نے اپنی تفسیر  
 میں بیان فرمایا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا انکار ان تکون احداً اکثر صدقاً منه  
 فانہ لا یطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وهو علی اللہ تعالیٰ محال اور صاحب  
 تفسیر حمانی جلد اول میں یوں نفس کرنے ہیں لَا رَيْبَ فِيهِ وَهُوَ أَنْ لَمْ يَنْتَهِ إِلَى  
 حَدِّ الْأَحْجَابِ لَكِنْ أَوْجِبَهُ أَخْبَارُ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ لِأَنَّهُ (مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا)  
 لِأَنَّهُ عِبَارَةٌ كَلَامُهُ الْأَنْزَلِيُّ لَا دَخَلَ لِلْكَذْبِ فِيهِ لِأَنَّهُ نَقَضَ وَالْغَيْرُ أَنْ  
 دَلَّتِ الدَّلَائِلُ عَلَى صِدْقِهِ فَكُذِبَ مُمْكِنٌ إِذَا لَمْ يَنْظُرْ إِلَى تَفْسِيرِ رُكْبِ طَبَوُّهُ مَعْرِفَةٍ  
 موج ہے وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا قَوْلُهُ وَهُوَ اسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى النِّقَاطِ أَيْ لَا أَحَدٌ  
 أَصْدَقُ مِنْهُ فِي الْخَبَرِ وَوَعْدَةٌ وَوَعِيدَةٌ لَا سَخَالَهَ الْكُذْبُ عَلَيْهِ تَعَالَى بِقَوْلِهِ لَكُونُوا  
 أَخْبَارًا عَنْ الشَّيْءِ بِخِلَافِ مَا هُوَ عَلَيْهِ أَوْ تَفْسِيرُ خَازِنٍ مِّنْ هِيَ مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ  
 حَدِيثًا يَعْنِي لَا أَحَدٌ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّهُ لَا يَخْلُفُ الْبِعَادَ وَلَا يَجُوزُ عَلَيْهِ  
 الْكُذْبُ أَوْ إِمَامُ الْمَفْسَرِينَ وَفَرِ الْمُتَكَلِّمِينَ فَخَرِ الدِّينِ رَازِي تَفْسِيرِ كَسْبَرِ كِي جلد سوم میں کس



تصحیح سے اس مطلب کو ادا فرماتے ہیں مسئلہ السادسہ قولہ رَوَّعْنَا  
مِنْ اللَّهِ حَدِيثًا استفہام علی سبیل الاتکار والمقصود منہ بیان اندیجیب  
کو نہ تعالیٰ صادق و ان الکذب والخلف فی قولہ نعر محال و اما المعتدلة فقد  
یَنُودُ لَکَ عَلَی اَصُولِهِمُ الْخَوَافِ و اما اصحابنا فدیلم صلاہ اور نیز وہی نطاع العلماء  
سند الفضل تفسیر کو رکھی جلد سوم میں زبان صدق ترجمان سے اس مسئلہ کے بارے  
اور شاکر کرتے ہیں فقد جَوَّزَ الکَذِبَ عَلَی اللّٰہِ تعالیٰ و هذا خطاء عظیم بل یقرب  
من ان یکون کفرًا فان العقلاء اجمعوا علی انه تعالیٰ منزہ عن الکذب **تفسیر البصیر**  
میں ہے (وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا) انکار لان یکون احد اصدق منه تعالیٰ  
فی وعدہ و سائر اخبارہ و بیان الاستحالة کیف لا و الکذب محال علیہ سبحانہ  
دون غیرہ یہ عبارات و مضامین حضرات مفسرین کے جو یہاں تک نقل کیے گئے آتھا  
ارکان کذب باری تعالیٰ پر بلا شک و شبہ حج ساطعہ و براہین قاطعہ ہیں اور یہ مدعا  
اقوال مفسرین سے ایک اور طریقہ پر بھی ثابت ہو سکتا ہے جس کے لیے تفصیل  
در کار ہے کہ افشاءہ رحمہم اللہ تکلیف مالا یطاق کو جائز رکھتے ہیں اور اپنے دعویٰ  
کے ثبوت میں ان آیات سے استشہاد لاتے ہیں جنہیں خداوند کریم نے اشخاص  
سعینہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے اور استشہاد کی تقریر اسطور پر کرتے ہیں  
کہ ایمان البواب وغیرہ محال اور غیر ممکن ہے حال آنکہ وہ ایمان کے مکلف ہیں اگر  
تکلیف مالا یطاق جائز نہ ہوتی تو ان کفار کو ایمان کی تکلیف نہ دی جاتی اور ان کے ایمان کا

محال ہونا ظاہر ہے اسلئے کہ اگر ان اشخاص کا ایمان لانا ممکن ہو تا تو اسکے وقوع  
 سے محال لازم آتا کیونکہ امکان کا مقتضا یہی ہے حالانکہ صورت ہذا میں بقیہ  
 وقوع ایمان اشخاص معلومہ کے کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے اور وہ محال ہے لہذا  
 للجمال محال۔ اب میں کہتا ہوں کہ اگر اشاعرہ کے نزدیک خدا کے کلام لفظی میں  
 کذب ممکن ہو تو انکے اس استدلال کے کچھ معنی نہیں ہو سکتے اسلئے کہ جب انکے  
 نزدیک خدا کا کذب ممکن ہے تو ابولہب کا ایمان غیر ممکن اور محال کیونکہ ہوا اسو  
 کہ اس ایمان کے محال ہونے کی صرف یہی وجہ تھی کہ اگر یہ ایمان واقع ہو گا تو وہ  
 جل مجدہ کا جھوٹ لازم آئے گا اور خدا کا کذب جب محال نہ مانا گیا تو ان لوگوں کے ایمان  
 لانے میں پھر کوئی قیامت نہیں و نہ اخلف پس معلوم ہوا کہ اشاعرہ کے نزدیک خدا  
 تعالیٰ کا کذب ممکن نہیں چنانچہ تفسیر رضیاء میں ہے والایہ مما اجتہد بہ من جملہ  
 تکلیف بلا لیطاق فانه سبحانه وتعالى اخبر عنهم بانهم لا يؤمنون فيجزم الضلال  
 ۱۰ اور محال لاہوی اسکی تقریر اس طرح کرتے ہیں وذهب بعض الاشعریہ  
 وقوع التکلیف بالممتنع لذاته واستدلوا بهذه المراد بالجواز الجواز الوقوعی و  
 بما لا یطاق الممتنع لذاته ولا فالجواز مطلقاً و وقوع التکلیف بما لیس بممتنع  
 لذاته متفق علیہ بینہم وحاصل الاستدلال انه سبحانه وتعالى اخبر  
 بانہم لا يؤمنون وامرهم بالایمان وهو ممتنع اذ لو کان ممکنا لما لم یمن من فرض وقوع  
 محال لکنہ لازم اذ لو آمنوا لقلب خبرہ تعالیٰ کذا و شمل ایمانہم لا ایمان بانہم



لا یؤمنون لكونه ما جاء به النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایمانهم بانھم لا یؤمنون  
 فرغم انصافھم بعدم الایمان فیلزم انصافھم بالایمان وعدم الایمان فیتجمع  
 الضلالتان وكلا الامرین من انقلاب خبرہ تعالیٰ كذا باواجفاء الضدین محال  
 وما یستلزم المحال محال اور علامہ یوسف عوف فرماتے ہیں والایۃ الکریمۃ مما استدل  
 بہ علی جواز التکلیف بما لا یطاق فانہ تعالیٰ قد اخبر عنہ بانھم لا یؤمنون  
 فظہر استحالة ایمانھم لاستلزام التسخیل الذی هو عدم مطابقة اخبارہ تعالیٰ  
 للواقع مع كونھم ما موہب بالایمان باقین علی التکلیف آۃ اور امام فخر الدین از  
 ابنی تفسیر میں کہتے ہیں **المسئلۃ الثانیۃ** احتجاج اہل السنۃ بھذہ وکل ما  
 اشبهہا من قولہ لقد حقّ القول علی اکثرھم فھم لا یؤمنون وقولہ وذرني وما  
 خلقت وحیداً الی قولہ سائر حقہ صعوۃ وقولہ تبیت یدک انی لم یحب علی تکلیف  
 ما لا یطاق وتقریرہ انہ تعالیٰ اخبر عن شخص معین انہ لا یؤمن قط فلو صدق منہ  
 الایمان لزم انقلاب خبر اللہ تعالیٰ لصادق کذا باو الکذب عند الخصم قبیلہ  
 وفعل القلیب یستلزم اما الجھل واما الحاجة واما محال ان علی اللہ تعالیٰ والمفضل  
 الی المحال محال فصدور الایمان والتکلیف بہ تکلیف بالمحال وقد یدکر هذا  
 فی صورۃ العلم وهو انہ تعالیٰ لما علم منہ انہ لا یؤمن فكان صدور الایمان  
 منہ یستلزم انقلاب علم اللہ جھلاً وذلك محال ومستلزم المحال محال  
 اور تکلیف ما لا یطاق کے مانعین یعنی تا زیدیہ وغیرہ اس استدلال کا جواب مسئلہ

بیان فرماتے ہیں کہ متنازع فیہ جواز تکلیف بالایطاق غیر ممکن لذاتہ اور متنع بنفسہ  
 کا ہے اور وہ بیان لازم نہیں آتا بلکہ متنع بغیرہ کی تکلیف کا جائز ہونا لازم آتا ہے اور  
 وہ متنازع فیہ نہیں ہے بلکہ سب کا متفق علیہ ہے اور ہم یہ نہیں تسلیم کرتے کہ ممکن بالذات  
 متنع بالغیر سے محال بالذات لازم نہیں آتا دیکھو کہ عدم معلول اول ممکن بالذات  
 متنع بالغیر ہے اور اس سے محال بالذات یعنی عدم واجب لازم آتا ہے والا یدلہ  
 خلف المعلول عن علته التامہ وہو محال ہاں اگر ممکن بالذات کی حیثیت امتناع  
 بالغیر پر نظر کی جائے تو بیشک اس سے محال بالذات لازم نہ آئیگا پس مانحن فیہ حکمہ ابو  
 وغیرہ کا ایمان بسبب خبر دینے اور علم باری کے متنع بالغیر ہو گیا ہے تو اگر بر تقدیر وقوع  
 کے محال بالذات یعنی کذب اور جہل باری کو مستلزم ہو تو اس کے امکان ذاتی کی منافی  
 نہیں اب اہل انصاف کی خدمت میں عرض کرنا ہوں اگر مازیدیہ وغیرہ کے نزدیک  
 خدا تعالیٰ کا کذب ممکن بالذات ہو تو اس تطویل لا طائل کی کیا حاجت تھی صرف  
 اتنا ہی جواب کافی تھا کہ باری تعالیٰ کا کذب کلام لفظی میں ممکن بالذات ہے پس خدا کے  
 خبر دینے سے یہ ایمان غیر ممکن بالذات نہیں ہو سکتا کیونکہ بر تقدیر وقوع ایمان کو کوئی  
 قباحت لازم نہیں آتی غایۃ مافی الباب کذب باری لازم آئیگا اور وہ محال بالذات  
 نہیں پس ایمان ابولس کیونکر محال بالذات ہوا پس معلوم ہوا کہ شلخ نامہ پر یہ کابھی ہی  
 مذہب ہے جو اشاعرہ کا مشرب ہے یعنی خدا کے کلام لفظی کا بھی کاذب ہونا متنع بالذات  
 وغیر ممکن ہے اب ملاحظہ کیجئے کہ حضرت علمائے مفسرین استدلال مذکور کا کیا جواب

بیت بین مکرمین لمجاز اختصار بعض مفسرین کے اقوال پر استغناء کیا ہوں علامہ ضیائی  
 اور ابو سعید لکھتے ہیں والاخبار یوقوع الشئ او عدمه لا ینفی لقدرة علیه کاجبار  
 تعالی عما یفعله هو والعبد یا خبراً فی اصل البوری اسکی تقریر اس طرح کرتے ہیں  
 قوله والاخبار اه جواب عن الاستدلال المذكور حاصله ان ای انهم لیس من امتناع  
 فیہ لانہ امر ممکن فی نفسه وبإخباره تعالی بعدم الایمان لا یخرج من الامکان علی  
 انه یمیدر محتجاً بالغير استدلال وقوع الکذب او اجتماع الصنادین بالنظر فی ذلك  
 لان اخباره تعالی یوقوع الشئ او عدمه ووقوعه لا ینفی قدرته علیه ولا یخرجہ من  
 الامکان للذاتی لا متناع الانقلاب وانما ینفی عدمه ووقوعه ووقوعه فیصیب  
 محتجاً واللازم للممكن ان لا یلزم من فرض وقوعه نظر الی ذاته محال واما بالنظر فی  
 الامتناع فقد یستلزم المتنع بالذات کاستدلال عدم المفعول الاول عدم آواز  
 انہی عبارات حضرات تکلمیں رضی اللہ تعالی عنہم خلاصہ آل عباس علیہ السلام رسید شدید  
 الرحمة شرح موقوف میں نص کرتے ہیں تقریر علی ثبوت الکلام اللہ تعالی و هو انہ  
 یمتنع علیه الکذب اتفاقاً اما عند المعنویة فلو جہن الاول انہ لہ والثانی انہ متناعاً  
 المصلح العالم لانه اذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ لرفعہ التوفیق عن اخباره بالتواتر  
 والعقاب وسائر ما یخبر بہ من احوال الاسرة والاولی اہلہ امتناع الکذب علیه  
 تعالی عندنا فلنشدہ اوجہ الاول نہ یفصح النقص علی اللہ تعالی محال اجماعاً الخ  
 امام تقی بن علی بن زین الدین دوانی شرح عقائد علی بن ابی طالب دہلوی میں دربارہ تہذیبات باری عز



یون نص فرماتے ہیں ولا یصح علیہ الحکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب  
 لانہما نقصان نقص علی اللہ تعالیٰ محال اور دوسرے مقام میں غضب اللہ والذی  
 صاحب غضب یہ فرماتے ہیں وهو منزہ عن جمیع صفات النقص كما سبق من اجماع  
 العقلاء علی ذلک اور صاحب موافق نے بعد رد کرنے فریق باطلہ کے لکھا: واما  
 الفرق الناجية فھذا لا شاعرة والسلف من الحدیث اهل السنة والجماعة وقد اجمعوا ان  
 فی حیرة لا یصح علیہ الحکۃ ولا الانتقال ولا الجہل ولا الکذب ولا شئی من  
 صفات النقص اہ اور صاحب حاشیہ خیالی شرح عقاید کے قول کیف ہو تبدل  
 کے ذیل میں کہتے ہیں بل کذب منقذ بلا اجماع ایک اوصاف لال اقوال شکاریہ  
 طالبین حق کے پیش نظر کرنا ہوں کہ در اصل مشائخ کرام مارتید: کثرہم المراد معتزلہ  
 ہر اہم المراد کے نزدیک اشیاء حسن و قبح عقلی ہے اور اشاعہ رحمہم المراد کے نزدیک شرعی  
 ہے چنانچہ اسکی تفصیل بغض اللہ تعالیٰ بیان کجا ایگی معتزلہ نے اشیاء کے حسن و قبح عقلی  
 ہونے کے چند وجوہ بیان کی ہیں جیسا کہ مسلم الثبوت و شرح موافق میں مذکور ہے بخلاف  
 ان وجوہات کے دو طریق الزامی بیان کیے ہیں جنہیں سے ایک کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر  
 حسن و قبح عقلی نہ ہوتا تو خدا کا بھوٹ بولنا کیونکر محال ہوتا و ہو باطل بلا اجماع اشاعہ  
 اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک خدا کے کذب کا محال ہونا ہی عقلی  
 منی نہیں تاکہ اسکی انتفاء سے کذب باری کا امتناع ثابت نہ ہو سکے بلکہ جائز ہے کہ  
 اسکی وجہ کوئی اور ہو۔ ناظرین اہل انصاف اس سے بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ اہل سنت

واجتماع کاذب یہی ہے کہ امکان کذب باری محال ہے نہ سداں کی تسمین  
 طرق میں کلام ہے شرح موافق کی عبارت جو ذیل میں رہی بجاتی ہے اسپر شاہین  
 واما الطريقان الالزامیان فاحدهما لو حسن من الله كل شئ كما اقتضاه مذهبه  
 من ان القبر انما هو لاجل الهي الذي لا يتصور في فعله نحس في ثم عبقه  
 الكذب وفي ذلك ابطال للشرع وبعثة الرسول الكذبة لانه قد يكون في تصدق  
 المنبي بالمعجزة كاذبا فلا يمكن حينئذ تمييز النبي عن المنبي فلا يثبت الاحكام  
 الشرعية وينتفي فائدة البعثة وانما يطر بالاجماع وحسن منه ايضا خلق معجزة  
 على يد الكاذب وعاد المحذور الذي هو سدا ببالنوبة والحوادث ان تدرش  
 امتناع الكذب منه تعالى عند اليس هو قبح العقلي حتى يلزم من استغاثته ان  
 لا يعلم امتناع ما يجوز ان يكون له مدرك بخلاف قد تقدم هذا في مباحث كونه  
 تعالى متكلما آه اور اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیگی اور ملا تفسار انی  
 نے شرح عقاید میں دربارہ امتناع جواز تکلیف والا یطاق نفس کیا ہے وقد استدل  
 بقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا ما شاعها على نفی الجوز وقرره انه لو كان جائز  
 لما لزم من فرض وقوعه محال ضرورة ان استحالة الاحرام يوجب استحالة الملزوم  
 تحقيقا لمعنى اللزوم لكنه لو وقع لزم كذب الله تعالى وهو محال وهذا نكتة في  
 بيان استحالة كل ما يتعلق علم الله او ارادته او اختياره بعدم وقوعه وحالها ان لا  
 نسلم ان كل ما يكون ممكنا في نفسه لا يلزم من فرض وقوعه محال وانما يجوز

ذلك لو لم يعرض له الامتناع بالخير والاحراز ان يكون لزوم الحال بناء على الامتناع  
 بالخير لا ترى ان الله تعالى لما اوجد العالم بقدرته واختياره فغاده مملوك في نفسه  
 مع انه يلزم من فرض وقوعه بخلاف المعلول عن علته التامة وهو محال والحاصل  
 ان الممكن لا يلزم من فرض وقوعه محال بالنظر الى ذاته اما بالنظر الى امره فبالنظر  
 فانه ممكن انه لا يستلزم المحال فمخصوص علمنا اصول فتوان الله عليهم اجمعين او سائر  
 اساتذة الهند نظام الدين سهاوي شرح مسلم الثبوت كمراس مقام من فرات  
 بين وثانيا انما يحكم عقلا لو لا يمتنع الكذب منه تعالى والتالي باطل لان  
 الكذب منه لو كان جائزا فلا يمتنع اظهار الحق على يد الكاذب فانه من شعب  
 الكذب واذ قد جاز فلا كذاب كلها سواسية فيسند باب النبوة وهو مفتوح  
 السنة او مولانا عبد العلي بحر العلوم فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بين كنهين  
 لاستحالة الكذب هناك او صدق الشريعة توضح بين يمين تفتيح كنهين واما  
 عدل عن الامر الى الاختلاف لان المخبر به ان لم يوجد في الاجل يلزم كذب الشك  
 او ملازمة سائر الدين اسي قول يلوحي بين بيان فرات بين لانه اذا حكم  
 بغيره فانه لا يمتنع عنه فان لم يتحقق ذلك لزم كذب الشارع وهو  
 محال فيما كتبتم ان الله سبحانه يات علمي راعى فضلا عظام واسطة ثبوت بما  
 انكره بالانقل كنهين اب اسي ويا اياك دليل عقلي قايما كجاني سبي  
 مقتضات خبرا كايامه كقوال مستنبط بين وديس ككوشك اضداد



صفات کمالیہ نقائص ہیں اور ذات باری تعالیٰ صفات ناقصہ سے برابر ہے قال  
 فی شرح العقائد النسفیة علی ان اصلاً دھان نقائص محبت نہیہ تعالیٰ عنہا اور  
 رفع احوالنا قضین ثبوت دوسرے کو سند فرمے قال ابو یوسف الشہید فی حاشیہ  
 علی ذلك الشرح فی توضیح العبارة المذكورة للبداهة العقلية بان رفع الحق  
 و رفع القدرة و نحوه نقائص محبت نہیہ اللہ تعالیٰ بلاجماع و رفع حد  
 المتناہیین لیستلزم ثبوت الآخر ضرورة اور چونکہ خدا کا تسکیر ہونا بکلام صادق و متناہی  
 واقع ظاہر و باہر ہے لہذا اکی نقیض جبکہ محصل کذب ہے واجب و واجب الیقین ہوں  
 وہو لم یجد علی جبہ شکوک و شبهات جو برابر ہیں قاطعہ مذکورہ بالا پر باری النظر میں مغلوط  
 بالبال ہو سکتی ہیں مع صفات ذیل میں وجہ کیجانی ہیں - اگر یہ کہا جائے کہ خدا  
 تعالیٰ کا جمیع نقائص سے کہ سبجملہ انکے کذب بھی ہے برابر ہونا کیونکہ متفق علیہ عقلاً ہو سکتا  
 ہے حالانکہ بعض اکابر عقلاً یعنی اشاعرہ کے نزدیک تمام اشیاء کا سن و قبح شرعی  
 فصارہ الشرع حسناً فحسناً و ما قال انه قبح فحسناً اور عقاید عضدیہ میں منصوص  
 ہے و لا حاکم سواہ فلا یس للعقل حکم فی حس و لا لاشیاء و قبحھا و فی کون الفعل سبباً  
 للثواب والعقاب تو اسکا جواب یہ کہ حسن و قبح کے تین معنی ہیں دو ان میں سے  
 اتفاقاً عقلی ہیں اور ایک متنازع فیہ اور فیما بین فیہ میں قبح بمعنی نقصان عقلی قرار  
 دیا ہے اور وہ اتفاقاً عقلی ہے کہما قال الذہانی قالوا الحسن لقیحہ یطلق علی ثلثة  
 معان الاول صفة الکمال والنقص الثاني ملائمة الغرض و ما فرقہ و قد عیرہا

و رفع حد المتناہیین لیستلزم ثبوت الآخر ضرورة

و رفع حد المتناہیین لیستلزم ثبوت الآخر ضرورة

و رفع حد المتناہیین لیستلزم ثبوت الآخر ضرورة

بالمصلحة والفسدة ولا نزاع في ان هذين المعنيين ثابتان للصفات في نفس  
 وان ماخذ هما العقل الثالث للمدح والذم عاجلا والثواب والعقاب اجلا ومع  
 محل الخلاف اورا يساہی مسلم الثبوت اور تلویح وغیرہ میں مذکور ہے اور صاحب  
 مسلم الثبوت نے رد اسکان کذب باری تعالیٰ میں اس طرح پر ذکر کیا ہے والجواب انہ  
 نقص وقد مر انه لا نزاع فيه وما في المواقف ان النقص في الافعال يرجع الى الفجور  
 العقلي فممنوع لان ما ينافي الوجوب الذاتي كيف كان او فعلا من الاستحالة  
 العقلية ولذلك ثبتت المحكماء لكن يلزم على الاشاعرة امتناع تعذيب الطائفة  
 كما هو مذهبنا ومذهب المغزلة فانه نقص مستحيل عليه تعالى شأنه او اگر  
 کوئی یوں وہم کرے کہ جب کذب باری تعالیٰ بالنظر الى الذات محال ہے تو ان پر ہین  
 قطعیہ کے کیا معنی ہونگے اس لیے کہ بر تقدیر اکی محالیت او سکی حیل و مثبت بالغیر ہوگی  
 تو اسکا جواب یہ ہے کہ براہین واسطہ فی الاثبات ہیں نہ واسطہ فی الثبوت اور  
 استحالة بالذات کی منافی واسطہ فی الثبوت ہوتا ہے نہ واسطہ فی الاثبات غایتہ  
 مافی الباب یہ ہے کہ محالیت او سکی نظری ہوگی جیسے کہ وجوب بالذات براہین سے  
 مثبت ہے اور یہ منافی او سکی ذاتیت کی نہیں ہے اور تحقیق واسطہ فی الاثبات  
 اور واسطہ فی الثبوت کے مولانا بجز العالیم قدس سرہ کے حاشی سے بخوبی ہو سکتی  
 ہے۔ اور اگر یوں کہا جاوے کہ جمیع عبارات والا متعلق کذب باری تعالیٰ  
 سے امتناع بالغیر مراد ہے۔ اور یہ امکان بالذات کی منافی نہیں اسکا جواب یہ ہے

کہ جب لفظ استعمال اور امتناع مطلق واقع ہوتے ہیں تو اس کا فو کا مل یعنی امتناع بالذات  
 مراد ہوتا ہے جیسا کہ بیٹے جو بلا اور مکان مطلق استعمال کیے جاتے ہیں تو وہ جو بالذات  
 اور امکان بالذات مراد ہوتا ہے لہذا لفظی علی المابہر اس کے عبارات مستند ہیں  
 فقط لفظ امتناع و استحالة نہیں بلکہ مذکور کی گنجائش ہو بلکہ لایحوز۔ ولا ینزل۔ ولا یخلف  
 ولا ینزل۔ وغیرہ الفاظ جو امکان کے مساوی اور مراد ہوتے ہیں وہ بھی مصرح ہیں اور  
 یہاں بھی حتمال بالذات کا لفظ بلا ضرورت حقیقت سے مجاز لفظ مد ل کرنا ہی وہ ہو  
 لفظ البطلان چنانچہ کتب عقاید اصول میں موجود بحث حمل منصوص علی خواہر حتمی  
 الامکان آیا ہے اب بعد فراغ استدلالیات امتناع کذب باری تعالیٰ کے اس مسئلہ کے  
 جواب کی جاتی ہے جو اسے عبارت شامی وغیرہ سے کیا ہے وہ استدلال بچند وجوہ مخدوش  
 ہے اول یہ کہ خلف فی الوعدہ کہو مستند و دلیل ٹھہرایا ہے وہ قول متعین نہیں ہے  
 فرع اس کی کیسے قابل متبادر اور اعتراض تھا ہو گی خود علامہ شامی نے بعد نقل کرنے  
 عبارت سے تشدید کے نقل کیا ہے و صرح التفارانی وغیرہ بان الخلفین علی عدم جملہ  
 و صرح النسخی بالصحیح لا یستحالہ علیہ تعالیٰ لقوله تعالیٰ فَدَقِّمْتُ الْبَیِّنَاتِ بِأَنِّیْ وَعِدَہُ  
 بَلَدٌ نَحْنُ لَدَیْیْ وَ قَوْلُهُ تَعَالٰی وَ کُنْ نَخْلَفُ ۖ ثُمَّ وَعَدَہُ اِیْ وَ عِدَہُ وَاَعْمَالُہُ حَرَامٌ  
 خاصۃً اور نیز اس کی چند بطرون کے بعد نقل کیا ہے لکنہ مبنی علی حوا از الحنفی  
 عن اشرف عقلا و علیہ یتقوا قولہ الخلف فی الوعدہ وقد علمت ان الصحیح  
 خلافہ اور علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفیدہ میں تصریح



کی ہے۔ عبارت کہ از عم بعض صحابہ الخلف فی الوعد کرم فیجوز من الله تعالى و  
 المحققون علی خلافه وكيف هو تدبیر للقول وقد قال الله تعالى ما يدل القول لذلك  
 او متحقق وانی نے اسے طلب کو شرح عن رب العالمین یون بیان فرمایا ہے قبل  
 ان المحققین علی خلافه كيف وهو تدبیر للقول وقد قال الله تعالى ما يدل القول  
 ادبی۔ اور جو کہ واحدی نے دربارہ جواب دہلی فی الوعد اپنی تفسیر سیوطی میں یون بیان  
 کیا ہے۔ وثنانی ان قوله غنجا آء و بعدہ معناه الاستقبال ای انه سيجزي بمحمد  
 هذا وعيد قال وخلف الوعد کرم او سكره الامم المتكلمين فخر الدين رازمی نے  
 تفسیر کبیر میں اس طرح کیا ہے واما الوجه الثاني من التبيين اللذين اختارهما فمضوا  
 فی غاية الفساد لان الوعد من اقسام الخبر فاذا جوز على الله الخلف فيه فقد  
 جوز الكذب على الله وهذا خطأ عظيم بل يقرب من ان يكون كفرا فان العقلاء  
 اجمعوا على ان لا يعلى منزه عن الكذب واما اذا جوز الكذب على الله في الوعد -  
 لا اجل قال ان الخلف فی الوعد کرم وانه لا يجوز الخلف فی وعيد الكفار ايضا  
 فاذا جاز الخلف فی الوعد لغرض الكرم فلم لا يجوز في المقصود الاخبار لغرض الصلح  
 ومعلوم ان فخر هذا الباب يفضي الى الطعن في القرآن وكل الشريعة ونيراسی تفسیر  
 ولما كان منزها عن النقص والآفات كان منزها عن الخلف والكذب وكل ما  
 وعده فلا بد وان يقع هذا اذا قلنا ان الله تعالى لا يراعي مصالح العباد واما  
 اذا قلنا ان يراعيها فنقول الكذب انما يصدر عن العاقل اما للجور والجهل والحق

ولما كان الحق سبحانه وتعالى قد علم ان الكذاب عليه عذابا عظيما اخبر عن  
نزول العذاب به في هذه الآيات وجعل له عذرا في نفسه وجعل القسط بينه وبين  
وفي المسألة **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
الياء الله تعالى خيرا من ذلك في قوله تعالى **وكان من قبله عذاب** وهو  
آه لا يستحالة الكذب **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
بين كبره ان كذب **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
مذكور في شاه عاوان **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
يجل هذا على ما اذا رآه دون وعده ان كان عذرا خلص الوعيد كرم عذرا  
العرب قالوا **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
انجز وعده **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
عمر بن العلاء **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
في اصحاب ابي ابراهيم **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
كما هو مقرر **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
اعجم لا افعال **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
فقد الرجوع عن الوعد **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
والذي وان اوعده او وعدته **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا  
ومخبر مواعدي **في الخبر** ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يخلف في الوعد جازلا دون الوعد وردا

لما قال هذا الكلام قال له عمرو بن عبدیہ یا ابا عمر فهل یسمی الله بکذب نفسه  
 فقال لا فقال عمرو بن عبدیہ فقد سقطت حججتک قالوا فانقطعت ابا عمرو بن العلاء  
 وعندی انه کان لابی عمرو بن العلاء ان یجیب عن هذا السؤال فیقول انک قیت  
 الوعدہ علی الوعدہ وانا انما ذکرنا هذا البیان للفرق بین البایین وذلك لان الوعدہ  
 حق علیہ الوعدہ حق لله ومن اسقط حق نفسه فقد اتى بالجور والکرم ومن اسقط حق غیره  
 فذلك هو اللؤم فظهر الفرق بین الوعدہ والوعدہ وبطل قیاسک وانما ذکرنا  
 هذا الشعر لایضاح هذا الفرق فاما قولک لو لم یفعل لصار کاذبا مکذبا  
 نفسه فجوابہ ان هذا انما یلزم لو کان الوعدہ ثابتا جزا من غیر شرط وعندی  
 جمیع الوعدات مشروطۃ بعدم العفو فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب فی  
 کلام الله تعالی فهذا اما یتعلق بهذه الحکایۃ والله اعلم انتہی اس سناطہ سے  
 خوب واضح ہو گیا کہ مجوزین خلف فی الوعدہ مجوزا مکان کذب باری عز اسمہ کے ہرگز نہیں  
 ہیں ورنہ بند ہونے اور کلمہ لا کے کیا معنی ہونگے و نیز تفضیل اس اجمال کی یہ سب  
 کہ اثبات تشریحات باری تعالی کا مدار نقص و قبح پر ہے اور صفات ثبوتیہ کا مسناط  
 کمال حسن پر ہے کما لا ینفی علی لفظ الذکی۔ لہذا جمیع علمائے کرام دلائل تشریحات میں  
 اس مقدمہ کو اخذ کرتے ہیں لاندہ نقصان نقص علیہ تعالی محال اور اسکے ثبوت میں  
 اجماع اہل حق سے استشاد کرتے ہیں جیسا کہ حسن شہید خیالی شہرح موقوف و  
 جلالی نسفی میں مذکور ہے اور براہین اثبات صفات ثبوتیہ میں جا بجا اس قضیہ کو



مناظر کئے ہیں لکن کمال و موجامع الکمال لہذا قالوا الوجوب بمقتضی نقص خصوص  
 ال کمال نفلوا علیہ الامعاء جمیعاً کہ حسن شہید نولف ثانیہ شرح عقاید سنہ فی جلالی سنہ  
 مسطور کیا ہے اور اس وجہ سے مجوزین نے خلف فی الوعد کے اثبات میں اس  
 مقدمہ کو پیش نظر رکھا ہے کہ لان الخلف فی الوعد لیس بنقص بل هو کمال و کرم اور  
 خلف فی الوعد کے امتناع میں یون کہا ہے لان الخلف فی الوعد نقص آہ بعد  
 تمہید ہذا کے جاننا چاہیے کہ بالضرور کذب صفت نقصان ہوگی یا صفت کمال  
 بر تقدیر اول خلف فی الوعد کے مجوزین مجوز کذب نہ ہو گئے کیونکہ تجویز خلف فی الوعد  
 کا مدار صرف کمال پر تھا اور وہ بیان مفقود ہے بلکہ کذب مثل باقی صفات ناقصہ  
 کے شان خدا تعالیٰ میں محال ہوگا اور خلف فی الوعد دوسری صفات  
 کمالیہ کی طرح باعث کمال اور ضروری الثبوت ہوگا پس معلوم ہوا کہ تجویز خلف  
 فی الوعد سے امکان کذب پر استہداد لانا صحیح نہیں اور تقدیر ثانی پر کذب بھی کمال  
 ہو نیکی حجت سے ضروری الثبوت ہوگا و لا یقول بہ عاقل فاضل عن فاضل و یاب عن التزام  
 الفطرة الانسانية اور اگر کہا جائے کہ کذب بیشک نقصان اور محال ہے مگر امکان کذب  
 ایسا نہیں تو یہ بعینہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ جن عجوز غیرہ صفات ردیہ محال  
 ہیں مگر امکان محال نہیں اور یہ بیہی البطلان کے علاوہ اسکے عقلا کے نزدیک  
 یہ مقدمہ بہرہ نہیں ہے کہ امکان المحال محال اور اگر یون وہم جامی کہ بیشک بنظر  
 دلائل بالا و لزوم استحالات فاحشہ خلف فی الوعد سے امکان کذب کا اعتقاد

انکار چاہیے مگر جواز خلف فی الوعد سے لازم آتا ہے کہ کذب باری غراسمہ ممکن ہو سکتا  
 کہ جب عیدات اخبار میں پھر ان کے معانی مقصودہ کے خلاف وقوع میں آنا یہی کذب  
 ہے لان الکذب عبارة عن عدم المطابقة بحکم عنه جواب اسکا اولایہ ہے کہ  
 یہ لزوم منوع ہے چنانچہ محقق وافی نے شرح عقاید جلالی میں نفس کیا ہے عبارت  
 یفدا اما الکذب فقد قبل ان يجوز ان تخلف فی الوعد باناء اعلی انه مکرمه من  
 الله تعالى يلزم تجوز الکذب علیه تعالى وبعضهم منع ذلك زعماء منه ان الکذب  
 لا يكون الا فی الماضي والخلف فی المستقبل الخ وفساده ظاهرا لان الکذب هو الخبر  
 الغير المطابق للواقع سواء اکان فی الماضي و فی المستقبل ومن ثم کذب الله تعالى  
 الخ والوجه فی دفع مان آیات الوعد مشرطه بشرطه من الاکایات الاخر  
 والا حادیت منه الاصل عدم الذوبه عنها عدم عفوہ تعالى فیکون فی قوة الشرطية  
 فلا يلزم الکذب اصلا وبکیان الحال المادیه من انشاء الوعد التهديد لا حقیقه  
 الاخبار فلا یتصف بالکذب من ثانیاً کہ امر زید کو مفید نہیں اس لیے کہ کسی شخص  
 یہ بھی کہ امکان کذب اپنا متقدم ہے اور تجویز خلف فی الوعد کو سند پکڑے اور  
 حاصل اعتراف صحیح ہو کہ مجوزین خلاف فی الوعد کہ تو عقداً ممکن کذب باری تعالی  
 نہیں ہیں مگر لازم ہے التزام آنا نہیں زید کو کہ یہ کفر فیہ ہو سکتا ہے غایۃ مافی الباطن  
 یہ لازم آیا کہ خلف فی الوعد ایسے امر کو تسلیم ہے جسکا استحالة ثابت ہو چکا ہے  
 یہی وجہ کہ مجوزین خلف فی الوعد قبول میں علماء و کرمہ میں ایک گروہ سبب م

کذب کے اس تجویز کو رد کرتے ہیں اور دوسرا گروہ تاویل کے آیات و عید و نشأت  
 ہیں اور بر تقدیر اخبار شرط بشرط حصول الصدق بہر کیف اس کا کذب لازم نہیں کیا  
 کیونکہ یہ حقیقت خلف نہیں کما نص علیہ السلام الذی فیہ ان یحققین علی  
 خلافہ کیف و هو تبدل القول و قد قال اللہ تعالیٰ و ابدا لالقرآن ہدی و لا یضلکم  
 العبدی قلت ان حمل آیات الوعد علی انشاء الہدیہ فلا خلف لار حینئذ میں حق  
 بحسب المعنی و ان حمل علی الاخبار کما حمل لظاهر فیک ان یقال تخصیص من ذلک المغف  
 عن عمومات الوعد بالذکر لالمفہماتہ او لا فلا خلف علی هذا التقدير ایضا فلا یلزم  
 تبدل القول و اما اذا المر بکل واحد من الوجہین فبشکل التفسیر عن لزوم التبدل  
 و الکذب الاصل ان حمل آیات الوعد علی استحقاق ما وعد بہ لا علی وقوعہ  
 بالفعل ملاوہ اسکے مجوزین خلف فی الوعد وقوع خلاف کے بھی قائل ہیں حیث  
 ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لانه انیس بنقص بل ہو کمال و انت تعلم  
 ان الوجوب موجب لکل کمال و الوعد حصہ علی العباد و قال لا تفعلوا کذا فاعلم  
 ففعلوا فان شاء عفا و ان شاء اخذ لانه صحتہ و اولہما العفو الذکر انہ غفوا لہ  
 جلالی اور محققین کا رد بھی وال ہے کہ وہ لوگ وقوع کے قائل ہیں کیف و هو تبدل  
 القول الخ تبدیل قول جب لازم آتی ہو کہ اس کا وقوع ہو اور جبکہ نہ امکان کذب  
 تجویز خلف فی الوعد ہے تو امکان کذب کیا اسکے وقوع کا قائل ہونا چاہیو  
 باطل بالاجماع پس ضرور ہوا کہ اس لزوم کی وجہ سے ان کے قول کی تاویل کیجاوے

جیسا کہ ایسے نزوات باطلہ کے موقع پر کجانی ہے نہ کہ ایسے لازم باطل کا الزام  
 کر لینا مثلاً طائفہ متکلمین نے باطنی علم اور وجود وغیرہ صفات کے قائلین میں حکماء کے جواہر  
 میں اوپر استحالات قائم کرتے ہیں پھر کیا ہم ان امور الزامیہ کو اپنا معفت  
 بنا دینگے ہرگز ہرگز نہیں اور زید کے استدلال کا مخدوش بنانا دوسرے عزائم  
 سے بھی ہو سکتا ہے مگر بعد میں یہ مقدمہ جلیہ کے اور وہ یہ ہے صدق الخیر مطابق  
 لما قصد به لا لظاهر بل لولایت الالفاظ کما فی المطول ظاہر ہے کہ اگر صدق نہ کا مدار  
 یہ ہوتا کہ ظاہر مولات الفاظ کے مطابق ہو تو تمام مجازات کاذب ہوتے کیونکہ  
 زید اسد و انما الاعمال بالنیات وغیرہ اپنی مولول ظاہری کے مطابق نہیں النکاح  
 باطل فالمقدم مسئلہ بعد اس تبصرہ کہ معلوم کرنا چاہیے کہ جو لوگ خلف فی الوسیع  
 کے جواز بلکہ قوم کے قائل ہیں چنانچہ ان کے اقوال و عبارات سے صاف ظاہر ہے  
 اگر انکی یہ عرض ہے کہ ان وعیدات کے جو ہر معنی میں ہی مقصود و حاکی ہیں اس  
 تقدیر پر صرف اس کا ان کی کفایت نہیں ہوگی بلکہ فعلیہ کذب لازم آئیگی کیونکہ قیضا با  
 مطلقہ عامہ میں اور صدق و کذب مطلقہ عامہ کا دائرہ ہوتا ہے نہ وقت مخصوصیت  
 چنانچہ شرفی سلم میں صریح ہے کہ کذب کا بالفعل علم نہ ہوا لیکن بطلان علی احد  
 کیونکہ اس صورت میں حضرات مجوزین خلف فی الوعیہ کذب ہی اس امر کو لا ینبغی  
 اور فقہ کذب بالحق لما جاءہ من الایہ و دیگر آیات کذب کے مورد و مصداق  
 بنتے ہیں اعاذنا اللہ و حمیدہ المسلمین اور اگر نیکو طایفہ کے جو ظاہر معنی ان وعید

سے غم ہوئے ہیں اس کے خلاف ارادہ ان کی سے سرزد ہوگا اور الفاظ و مبدعہ  
 مقصود پیش کیا یہ عقوبات بشرط عدم توبہ اور معاف کرنے و غیرہ تیورات کے ہیں اور  
 ہر لوگ ایک و خلاف فی الوعدیت ہیں اس صورت میں نہ کہ وہ بھی نہیں کیا نقد  
 ممد و بال سے بخوبی ظاہر ہے اور اگر ایسا کہ جب خلف فی الوعدیت یا عتد لزوم  
 اور باطل کے باطل ہو اس پر عبارات اثناء و کی ہو۔ نہ خلف فی الوعدیت واقف  
 بقائید میں نہ کو رہیں کیا سنی ہوگے توجہ بلکہ اس میں عبارات بالائے تنفی  
 ہو کیا ت مگر واسطے تنبیہ ازمان فاسد کے تمیز یہاں ہے معرہ الامت عرہ لغو  
 ان الخلف فی الوعدیت کم وجود ان اکثر و احسن و عید طالع بنی سادہ و مقصود  
 اکرم ان مبنی خیار علی استیفاء و جمیع معروضات و امر و فی نوعید منعقدہ المنیہ  
 و نہ رعبہ یہ ہذا جز اللعاصم و معاشیہ و لا حیرہ الکذب و التبدیل کذا فی احوالی  
 و حواشیہ اور اگر یہ وہم ہو کہ یہ بدل حقیقت سے طرف مجاز کے ہے اور نیز یہ  
 تعقیب آیات و احادیث و محدثین بھی جاری ہوگی پس جواز تعذیب ہو عرہ منیہ  
 بنیہ حساب کا جو اقوامی لازم آئے گا و عود اصل عندا لکن توجہ اب اسکا نتیجہ مسلم  
 مولانا بحر العلوم میں مذکور ہے عبارتہ کہذا فلا بد ان یقال فی العذر ان الایمان  
 کلامہ تعالیٰ مقید بعدم العفو فلا خلف ولا ایاد و لکن ان قلب علیہ و تعقیب  
 عدل عن الحقیقۃ بلا موجب و مثلاً بحر فی نوعید ایضاً مدبر حوالہ تعذیب  
 الوعدیہ یا بحسنہ بغیر حساب جواز اقوامیہ و الحق ان موجب للعدل متفق و هو



ثبوت جواز العفو لاهل الکبائر الغير للشرك ثبوتاً قطعياً جلياً مثل الشمس على نصف النهار  
 فلا بد من العدل عن الظاهر في الوعيدات التي لغیر الکفرة فاما بالنقيض وما يجعله  
 لا تشاء التخييف واما الوعد فلا موجب فيه فيبقى على الحقيقة انتهى اب عباراً  
 وشبهات جو بطاهر زید کو مفید میں مع جوابات پیش کرنا ہوں تاکہ تحقیق حق کا یقینی ہو جائے  
 اور طالب حق کو کچھ تردد باقی نہ رہے اول یہ کہ اگر کوئی زید کی طرف سے رد الحناری  
 اس عبارت سے جو صفحہ ۳۵ میں ہے استدلال کرے عبارتہ کہذا والاشبهہ ترجمہ  
 جواز الخلف في الوعيد في حق المسلمين دون الكفار تو فیقا بین ادلة للما نعين المقتد  
 وادلة للمثبتين الخ تو اسکا جواب خود شامی کے اُس قول سے جو محتمل قول سابق ہے  
 معلوم ہوتا ہے وحاصل هذا القول جواز التخصيص لما دل عليه اللفظ بوضعه المسمى  
 من العموم في نصوص الوعيد ولا ينافي النصوص المعجزة المصححة بان من المؤمنين  
 من يدخل النار ويعاقب فيها على ذنوبه الخ اس بیان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ  
 کے حق میں خلف فی الوعد نہیں بلکہ عمومات نصوص سے خارج اور مخصوص نہیں  
 مسلمین خارج ہوئے تو ان کے حق میں خلف فی الوعد برای نام ہے دوم یہ کہ اگر  
 سید سند کے اُس سوال و جواب سے استدلال لایا جائے جو اوٹھون نے شرح موا  
 میں کیا ہے وہ ہذا لا یقال انه سیتلزم جواز ما و هو ایضا محال لاننا نقول لا یصح  
 ممنوعة كيف وهو من الممكنات التي يشملها قوله انتهى تو اسکا جواب کئی طرح  
 پر ہو سکتا ہے اولاً سید صاحب نے اس قول کو کسی کی طرف منسوب نہیں کیا بظاہر

جواب سوال

جواب سوال

جواب سوال

جواب سوال

جواب سوال

یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے الزامی جواب دیات چونکہ بعض معتزلہ کذب باری  
 کو ممکن کہتے ہیں اور قدرت کے تحت میں داخل کرتے ہیں اسلئے معتزلہ کے جواب میں  
 ایسا کہا گیا اور اسکی تائید سید صاحب کے اُس قول سے ہوتی ہے جو اوہمون نے فرقہ  
 مزداریہ کے بیان میں لکھا ہے وهو هذا للزرداریة هو ابو موسى عيسى بن صبح المراد  
 وهو تلميذ بشر اخذ العلم عنه وترجم حتى سمى راعب المعتزلة قال الله قادر على ان يكذب  
 ويظلم ولو فعل لكان الها كما ذابا لما تعالى الله عما قاله علوا كبيرا انتهى یہاں ابو موسیٰ  
 معتزلی کا یہ قول بیان کیا گیا کہ اللہ قادر علیٰ ان یکذب و یظلم اور اسی قول سے سید  
 صاحب خدا تعالیٰ کی کمان تری و تہذیب بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں تعالیٰ اللہ عما  
 قال العلوا کیدا شرح مواقف کی اس عبارت سے دونوں امر ظاہر ہو گئے یعنی یہ کہ  
 کذب باری تعالیٰ کو ممکن کہنا بعض معتزلہ کا مذہب ہے اور سید صاحب کی یہ قول نہیں اور  
 سید صاحب کا بنفس قول نہوا ثوابت ہو گیا کہ جواب مذکور میں وہ قول الزامات کتاب طبع  
 سید صاحب کے اوس قول سے بھی میرے مدعا کی تائید ہوتی ہے جو اوہمون نے  
 کتب منطقہ میں لکھا ہے وہ قول یہ ہے فلا یردان خیر الله تعالى والرسول ولا یحتمل  
 الکذب انہی یہاں سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سید صاحب کے نزدیک باری تعالیٰ  
 کے کلام میں کذب کا امکان نہیں پس شرح مواقف کا جواب مذکور بالضرورة الزام پر  
 عمل کیا جائیگا ورنہ دونوں کلاموں میں تعارض لازم آئیگا جسکی وجہ بلا ضرورت  
 دونوں کو ساقط ماننا پڑیگا و ہر کتاری سید صاحب کے اس الزامی قول سے مدعیان

اسکا ان کذب ہاں تعالیٰ نے دھوکا کھایا ہے افسوس کہ ان صاحبوں کی نظر درست  
 ہوتی تو اس دھوکے میں نہ پڑتے نہ کیا باغرض اگر یہ صاحب ہی کا یہ قول ہو تو جمہور  
 اہل حق کے مقابل میں کب لائق قبول و قابل شک ہو سکتا ہے مثالاً جن محققین  
 نے سید صاحب کے قول مذکور کے الزامی ہونے کی طرف خیال نہیں کیا اور نہ ان  
 نے اسے مردود ٹھہرایا ہے چنانچہ محقق و دوانی شرح عقائد جلالی میں تحت میں قلات  
 الکذب نقص و النقص علیہ تعالیٰ محال فلا ینکون من الممکنات ولا یشتمل القدر علیہ  
 لا یشتمل القدر سائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کا الجمل والعجز و فی صفات الکمال  
 او بعض اخبار یہ کہ گمان کہ محقق و دوانی کا رد سید سند پر وارد نہیں ہو کیونکہ سید  
 شریف بحث کلام میں تصریح کر چکے ہیں کہ تبع فی الفعل حبس سے معتزل اس کے امتناع پر  
 استدلال کرتے ہیں اور بعض فی الفعل میں کچھ فرق نہیں تو نقص فی الفعل سے  
 اہل سنت کا اسکو امتناع پر استدلال کرنا اصول اہل سنت کے خلاف ہے ضمیمہ  
 اخبار نظام الملک مراد آباد مطبوعہ ۱۲۰۱-۱۲۰۲ است ۳۹ صفحہ ۳ ملاحظہ ہو اسکا حال  
 یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کو نقص سے منزہ بنانا اہل سنت کا مذہب نہیں بلکہ معتزلہ کا مذہب  
 ہے اب اسکو اہل حق خود ہی ملاحظہ کریں کہ اہل سنت پر کیسا الزام لگایا جاتا ہے  
 جب نقص سے منزہ بنانا اہل سنت کا مذہب نہ ہوا تو لا محالہ منزہ نہ ماننا اور کا مذہب  
 ٹھہر گیا افسوس ایسی فہم پر اب مفصلاً بچند وجوہ اسکا جواب ملاحظہ کیجئے۔ اول  
 یہ کہ یہ قول سید شریف کا نہیں ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ سید صاحب حقی

حق تعالیٰ نے  
 اسکا ان کذب  
 ہاں تعالیٰ نے  
 دھوکا کھایا ہے  
 افسوس کہ ان  
 صاحبوں کی  
 نظر درست  
 ہوتی تو اس  
 دھوکے میں  
 نہ پڑتے نہ  
 کیا باغرض  
 اگر یہ صاحب  
 ہی کا یہ قول  
 ہو تو جمہور  
 اہل حق کے  
 مقابل میں  
 کب لائق قبول  
 و قابل شک  
 ہو سکتا ہے  
 مثالاً جن  
 محققین نے  
 سید صاحب  
 کے قول مذکور  
 کے الزامی ہونے  
 کی طرف خیال  
 نہیں کیا اور  
 نہ ان نے اسے  
 مردود ٹھہرایا  
 ہے چنانچہ  
 محقق و دوانی  
 شرح عقائد  
 جلالی میں  
 تحت میں قلات  
 الکذب نقص و  
 النقص علیہ  
 تعالیٰ محال  
 فلا ینکون من  
 الممکنات ولا  
 یشتمل القدر  
 علیہ لا یشتمل  
 القدر سائر  
 وجوہ النقص  
 علیہ تعالیٰ  
 کا الجمل والعجز  
 و فی صفات  
 الکمال او بعض  
 اخبار یہ کہ  
 گمان کہ محقق  
 و دوانی کا رد  
 سید سند پر  
 وارد نہیں ہو  
 کیونکہ سید  
 شریف بحث  
 کلام میں  
 تصریح کر چکے  
 ہیں کہ تبع فی  
 الفعل حبس سے  
 معتزل اس کے  
 امتناع پر  
 استدلال کرتے  
 ہیں اور بعض  
 فی الفعل میں  
 کچھ فرق نہیں  
 تو نقص فی  
 الفعل سے اہل  
 سنت کا اسکو  
 امتناع پر  
 استدلال کرنا  
 اصول اہل سنت  
 کے خلاف ہے  
 ضمیمہ اخبار  
 نظام الملک  
 مراد آباد  
 مطبوعہ ۱۲۰۱-  
 ۱۲۰۲ است ۳۹  
 صفحہ ۳  
 ملاحظہ ہو  
 اسکا حال یہ  
 ہے کہ خداوند  
 تعالیٰ کو نقص  
 سے منزہ بنانا  
 اہل سنت کا  
 مذہب نہیں بلکہ  
 معتزلہ کا مذہب  
 ہے اب اسکو  
 اہل حق خود  
 ہی ملاحظہ  
 کریں کہ اہل  
 سنت پر کیسا  
 الزام لگایا  
 جاتا ہے جب  
 نقص سے منزہ  
 بنانا اہل سنت  
 کا مذہب نہ ہوا  
 تو لا محالہ  
 منزہ نہ ماننا  
 اور کا مذہب  
 ٹھہر گیا  
 افسوس ایسی  
 فہم پر اب  
 مفصلاً بچند  
 وجوہ اسکا  
 جواب  
 ملاحظہ  
 کیجئے۔ اول  
 یہ کہ یہ قول  
 سید شریف کا  
 نہیں ہے اور  
 کیونکر ہو  
 سکتا ہے حالانکہ  
 سید صاحب  
 حقی

منشی بین اور متماثلات حسن و قبح اشیا عقلیہ میں جہاں سبب اثبوت و کسب و  
 تعلیم میں مصروف البتہ یہ قول عضو المذہب صاحب ہوا وقت شافعی کتاب  
 اور بھی طلبہ اوقات و جہد نہیں فرماتے ہیں بلکہ بطور اعلیٰ و استفسار کہتے ہیں چنانچہ  
 عبارت اولیٰ ان سببہ لم یضہر فی ذوق بین النقص فی نفس و بین القبح العقلي فیہ  
 فان النقص فی لافعال هو القبح العقلي جینہ فیہا و اما مختلف العبارة بجموعی کو  
 منفی ہو کر شافعی کے قول سے متک کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور دوسرے کہ مسلم الثبوت  
 وغیرہ میں قول صاحب ہوا وقت کو رد کیا ہے و الجواب من نقص و قدم اند لا نزاع  
 فیہ و ما فی المواقف ان النقص فی الافعال يرجع الی القبح العقلي فمذہب لان ما یافی  
 الوجوب الذاتي کما کان او فعلا من الاستحالات العقلية الخ (مسلم الثبوت)  
 اور تیسرے یہ کہ خود یہ شریف نے محالیت نقص کو اجماعی قرار دیا ہے چنانچہ  
 الکتاب و النفس علیہ محال جماعہ اشیا ہوا وقت مقتضی ہو تھی یہ کہ وہ صاحب ہوا وقت  
 نے نفس کیا ہے کہ حسن و قبح یعنی صفت کہ اس و نقصان یعنی مصلحت و مفاسد افلا  
 عقلی میں عبارت ہذا اولیٰ من تحریر محال انزع فنقول المحسن و القبح یقال لمعان  
 ثلثة الاول صفة الکمال و النقص یقال العاجس و الجہل قبیح و لا نزاع ان مدح  
 العقل الثانی ملائمہ الغرض و مذاہمہ و قد جبر عنہما بالمصلحت و المفسدة  
 و هو ایضا عقلی اور امام الشکلیں فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر کی جداول

کے صفحہ ۵۸۲ میں اس طرح نص فرماتے ہیں المسئلة الرابعة قوله تعالى قلن  
 يخلفن عهداً يادل على انه سبحانه منزلة عن الكذب في وعده ووعده قال اصحابنا  
 لان الكذب صفة نقص والنقص على الله محال اور جلد چہارم صفحہ ۱۹۶ میں تحریر کرتے  
 ہیں الصفة الثانية من صفات كلمة الله كونها صدقاً والدليل عليه ان الكذب  
 نقص والنقص على الله محال ولا يجوز اثبات ان الكذب على الله محال بالدلائل السمعية  
 لان صحة الدلائل السمعية موقوفة على ان الكذب على الله محال فلو اثبتنا امتناع  
 الكذب على الله بالدلائل السمعية لزم الدور وهو باطل واعلم ان هذا الكلام كما  
 يدل على ان الخلف في وعده الله نعم محال فهو ايضا يدل على ان الخلف في وعده  
 محال آجہ جب یہ اکابر اس طرح تصریح کرتے ہیں تو کذب و خلف فی الوعد کو صفت  
 نقصان قرار دیکر محال کہنا کیونکر خلاف اہل سنت و جماعت ہوگا۔ اس تقریر سے  
 واضح ہو گیا کہ صاحب مواقف نے جو مستزاد کی الزامی دلیل کار و اسطرح کیا ہے  
 کہ امتناع کذب باری تعالیٰ کی دلیل ہمارے نزدیک یہ نہیں ہے کہ وہ قبیح ہے تاکہ  
 اس کے شرعی ہونے کی وجہ سے اس کا امتناع ثابت نہ ہو بلکہ ممکن ہے کہ اس کے لیے دوسری  
 دلیل ہو یہ رد و تطویل لا طائل ہے بلکہ جواب عمدہ اور سکاوہ ہے جو مسلم الثبوت ہیں  
 مذکور ہے کہ باتفاق عقلا کذب صفت نقصان ہے اور باری عز و جل صفات بھصہ  
 سے متبرک ہے ہذا ما وعدنا فینما قبل اور محقق دوانی اور سید سند کے کلام میں اسطرح  
 تطبیق دنیا بھی خیال خام ہے کہ محقق دوانی کا قول کلام نفسی پر محمول ہو اور سید



کا کلام لفظی پر جیسا کہ اجہاری صاحب نے لکھا ہے (ضمیر اخبار مذکور صفحہ ۳۱) کیسینی بنا  
 ہو گا کہ ایک شخص دوسرے کے کلام کو رد کرے اور اُس رد کرنے والے کی مراد ایسی بنا  
 کیجائے جو اس رد کو غلط ٹھہرائے توجیہ القول بکمالا برضی فاعلمہ اسیکو کہتے ہیں جسے  
 اعلان پر اہل عقل کا اتفاق ہے اجہاری صاحب کو یہ خبر نہیں کہ تطبیق کا یہ عمل نہیں  
 ہے بلکہ تطبیق وہاں ہو سکتی ہے کہ ہر ایک کا قول ملحدہ طور سے اپنے اپنے محل پر  
 اس کے علاوہ اس تطبیق کی بنا اس پر ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی کے درمیان امتناع  
 کذب اور صدق میں اختلاف ہو وہ باطل کما سیاتی عنقریب بیان سے اخبار یہ  
 صاحب کا وہ خیال بھی غلط ہو گیا جو اخبار مذکور کے صفحہ ۳۱ میں ہے کہ کذب کا محال  
 عقلی ہونا متنع ہے بلکہ وہ محال شرعی ہے اور محال شرعی کے امکان کو عقلی کہنا  
 ماقول کا کام نہیں انتہی امام فخر الدین رازمی صاحب نے تصریح کر دی کہ کذب کا محال  
 شرعی ہونا غلط ہے بلکہ وہ محال عقلی ہے مولانا اخبار یہ یہ بھی خیال نہیں کرنے کہ تمام  
 عقلا کے نزدیک باری تعالیٰ کے لئے کذب و سیما ہی متنع البتہ ہے جیسے اور صفات  
 ناقصہ مثل جبل و عجز وغیرہما کے اوس ذات پاک سے کذب کا متنع ہونا بطرح  
 شریعت الہی کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں اوسید طرح منکرین شریعت الہی معنی حکما  
 وغیرہ بھی اوسے مانتے ہیں اگر اسکا استحالة موقوف علی الشرع ہوتا تو منکرین شریعت  
 اوسے کیون مانتے اور اگر شرعی کہنے سے مقصود ماوردیہ الشرع ہو تو یہ عقلی ہونے کی بنا  
 نہیں ہے بہت سے امور عقابہ شریعت میں بیان کیے گئے ہیں مثلاً علم باری توحید باری

وغیرہا پھر کیا یہ امور شریعت میں مذکور ہو چکی وجہ سے اس وقت سے خارج ہو جائیگا  
 سو ہم یہ کہ اگر اپنے اثبات و دعویٰ میں یہ شک پیش کرے کہ خدا کے افعال ایسا  
 ہیں اور تکلیفیں کہ نزدیک اختیار یہ افعال کے یہی ہیں ان شاء فعل و ان شاء  
 لم یفعل و قبل ان یشاء لم یفعل جیسا کہ مسلم الثبوت وغیرہ میں مذکور ہے پس متکثرین اور  
 مطیعین کو دفع و جنت میں لیجانا بھی اختیاری ہوگا چاہے ایجاے یا نہ ایجاے اور  
 ممکن ہوگا کہ مطیع کو دفع میں ڈال دے اور منکر کو جنت میں اور اسکا امکان کہ  
 باری اور اہل حق فی الوعد کے امکان کو مستلزم ہے و ہوا یا قول اسکا  
 جو اسبہ بخیر و جو ہے اولاً نقضاً بجلل الباری تعالیٰ جسکی تقریر یہ ہے کہ بالآفاق  
 جل باری تعالیٰ محال و غیر ممکن ہے چنانچہ محقق و الی نے شرح قول علیہ السلام  
 ولا یحکم الجہل ولا الذنوب میں لکھا ہے اور جواز فعل مستلزم ہے جل کو چنانچہ  
 مسلم الثبوت میں مسئلہ اسکان و امتناع تکلیف بالحوال میں اسکا امر ضعیف و قد  
 جواز الفعل مستلزم جواز الجہل فمدفع الحکم اور ثانیاً نقضاً بجمل الوعد ایسے کہ  
 اسکان خلف وعدہ کا کوئی بھی قائل نہیں لما انفردت بضم القفص القص علیہ تعالیٰ  
 محال قطعاً بجملاً اور ثالثاً لحدیث تقریر ہو سکی یہ ہے کہ جب دار قطعہ اور براہین لقمینہ  
 سے امتناع اسکان کذب باری تعالیٰ ثابت ہو چکا چنانکہ مفصلاً گذرا اور جمع قویہ اور  
 ہینات مستقیمہ سے امتناع اسکان جل باری تعالیٰ بھی سقر ہو چکا پس جواز فعل الجماع  
 ذات مستلزم جواز و امکان کذب باری تعالیٰ و جل خدا تعالیٰ کو ہوگا بلکہ ان دونوں

نہی

عبارت اول

عبارت دوم

عبارت سوم

کا قطع بالذات ہونا اس کو سزا دینا ہوگا کہ انعام طبع اور تعذیب نکر واجب الغیر  
 اور اس کے خلاف قطع بالغیر ہو چنانچہ وجوب بالذات وجود باری تعالیٰ سزا دینا وجوب بالغیر  
 وجود معلول اول ہے نہ امکان عدم بالذات معلول اول سزا دینا کہ ان عدم  
 بالغیر اولیٰ ہے نہ یہ کہ کتب معلول میں بر لامل عقلیہ ثابت ہے اور سزا دینا  
 فیما بین میں نہ کہ ان کے سرور پر مہم متنازعہ تعذیب اللہ تعالیٰ کہ ہو مذهب  
 مذهب معتبر نہ اور مفصل اور یہی جواب مانعین کلین متفق لذات کا جواب  
 اقوال مفصل میں کہ یہ بیان بھی جاری ہوگا خدا کریم تحقیق بالذات اس  
 دلیل کا جواب بھی کہ وہی ظاہر ہو گیا جو اجنا مذکور کے صفو میں مندرج ہے اور وہ  
 یہ ہے دوسری دلیل یہ کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **قُلْ مَا لِيْغْفِرَ لِيْ ذُنُوبِيْ**  
 یہ اب جو پوچھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کو اس کے غلات پر قدرت ہے کہ نہیں شرک کو  
 بخش سکتا ہے جناب میان صحابہ فرمایا ہاں بخش سکتا ہے تو مولانا نے کہا یہی  
 اہل ان کہ ہے اگرچہ بجا تفریر گذشتہ اس دلیل کے حق کی تشریح کی حاجت نہیں ہے  
 مگر اسٹافادہ ہمارے مشخ کہ ہا ہون اول یہ کہ سزا دینا کے نزدیک کلام انفسی کا  
 انقص بکذب ہونا قطع بالذات ہے اور اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ ممکن ہو  
 کہ وہ کو یہ دلیل بیان او میں باری ہے اسلئے کہ بقدر مغفرت اعجاز یا انعام  
 کلام انفسی وقوع میں آئیگا جسے کذب کہتے ہیں ویسا ہی مخالف کلام انفسی کے ہوگا  
 اور یہی عدم مطابقت و تبدیل کلام الہی سے ہذا خلف اور دوسرے کہ منقوض ہے

القول

القول

القول

ساتھ علم باری تعالیٰ کے اسلئے کہ بر تقدیر وقوع مغفرت مشرکین تبدیل ہو کر کمال الہی  
 ایسا چنانچہ تقریر اور کسی انسانی اقوال مفسرین میں گذر چکی اور تیسرے یہ کہ ممکن بالذات  
 عالم الغیر محال بالذات کو مستلزم ہوتا ہے کوئی خاص متناع بالذات کے نہ بلحاظ اسباب  
 ذاتی کے چنانکہ تفصیلاً گذر چکا پس اس مکان مغفرت کفار و اہل اسکان کذب باری تعالیٰ  
 نہیں ہو سکتی جیسا کہ اسکان عدم معلول اول سند اسکان عدم واجب باز استنباط  
 ہو سکتی ہے اور چونکہ یہ کہ تقریباً ناممکن ہے مدعا میں امتناع بالذات کذب کا اہم  
 بھی تھا اور دلیل میں اصلاً تعرض نہیں ہے اور یا پنجویں یہ کہ بحث مذہب اہل  
 و جماعت میں ہے نہ کہ مفسرین کے اجتہاد میں پس مسئلہ کے ذمہ لازم و ضروری  
 کیا اہل مذہب کا نام فہمی و کلام لفظی کے درمیان تفرقہ نقل کریں و دود نہ خردہ لفظ  
 عجیب ہے مجوزین اسکان کذب باری تعالیٰ سے کہ باوجود ادا مانع ہل سنت و عادت  
 کوئی اصل اہل مذہب پیش نہیں کرتے ہیں اصل سنہا طات پر اکفا کرتے ہیں چنانکہ  
 یہ کہ اگر یہ کو دال میں یہ شبہ گذرے اور اسکو اپنے ثبوت عقیدہ کی سند مقرر کرے کہ صفات  
 واجب تعالیٰ تکلیف سے نزدیک و امد میں اور جب زائد ہو میں تو بیشک ممکن بالذات  
 ہوگی و نہ تعد و جہا از و آتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ظاہرہ و فی کتب الکراہیہ مصححہ  
 اور صریح و کذب کلام کی صفت اول بالذات سنہ اور شکل کی ثانیہ و بالعرض ظاہرہ  
 ممکن بالذات کی صفت لطیفہ اولی ممکن ہوگی پس کذب باری تعالیٰ بھی ممکن ہوگا  
 جواب سہا یہ ہے کہ ان باب کا کوئی نامحالات غیر عددی کی طرف منحرف ہوگا اسلئے کہ

مفسرین

مفسرین

مفسرین

مفسرین

مفسرین

جس کی نفیض علم ہے اور غیرو کی ضد قدرت اور مات کے مقابل حیات ہے اور جو  
 کی نفیض وجود ہے فی الباقی یہ سب بھی ممکن بالذات ہوگی یہ کہ  
 احد القاضیین امکان نشیض آخر کو مستلزم ہے ورنہ امکان التثنیین برتقہ  
 نفیض آخر کی یا امکان التثنیین بصورت امتناع قضیہ فی الزمرہ متکاثر  
 المحال محال کما لا یخفی علی الماہر اور مسلم الثبوت وغیرہ میں کسی نقص بھی نہ اور  
 عدم واجبہ عدمیات وغیرہما کا استحالة سائر عند الحسب اور یہ نیزہ کہ نسبت حیات وجود  
 وحیات بھی ممکن ہوں تو واجب بالذات کیا چیز ہوگی تا وہ است ابران غار  
 کو تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم یہ کہ ممانعت نہیں ہو تا لیکن یہ نہ وہ نہیں کہ ممکن بالذات  
 کی صفت بھی ممکن بالذات ہو مثلاً کل وہ ممکنات سے ہیں مگر ایک بالذات نیست  
 کل کی انقضیت محالات سے ہیں فی الباقی کلام باری نہیں ہے کہ کذب  
 محال مگر لہ تعالیٰ عند وجودہ صدف لا محالہ عند عدمہ لایون کا وہ  
 صدادہ کمال انشاءات والا لفاظ المفردہ وایام ارتقاء انقضیہ لان نفیض صدف  
 عدمہ بالکتاب اخص صدف فہم مین اسید کرتا ہوں کہ ناظرین بالاضافہ بعد از  
 ورنہ تفرید اسے بخوبی جان سکتے ہیں کہ بعض متوہمین کی وہ دلیل بھی مہیا  
 اعتقاد ہو گئی جیسے انہیں بڑا انداز فخر ہے اور بڑے دعوے سے کہ اسے کہہ رہی ہیں  
 کہ کسی مقدمہ کو گروہی باطل کہہ تو میں اپنی دلیل سے درست رہا رہو جاؤ غاؤ  
 وعدیل ہے کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ کلام فی مین کذب ممکن بالذات لیکن کلام لفظی

۱۔ یہ کہ ممکن بالذات  
 ۲۔ یہ کہ ممکن بالذات  
 ۳۔ یہ کہ ممکن بالذات  
 ۴۔ یہ کہ ممکن بالذات  
 ۵۔ یہ کہ ممکن بالذات  
 ۶۔ یہ کہ ممکن بالذات  
 ۷۔ یہ کہ ممکن بالذات  
 ۸۔ یہ کہ ممکن بالذات  
 ۹۔ یہ کہ ممکن بالذات  
 ۱۰۔ یہ کہ ممکن بالذات



ممکن بالذات ہے کیونکہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب الفاظ سے ہو اور جو مرکب الفاظ  
 سے ہو وہ حادث ہے اور جو حادث ہے وہ ممکن اور جو ممکن وہ بحکم آیت **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**  
**عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** داخل تحت قدرت نو کلام لفظی باقسامہ داخل تحت قدرت انتہی  
 اگرچہ جواب اس دلیل کا فقرہ یا سبق سے واضح ہو گیا ہے مگر واسطے تنبیہ اذہان قاصد  
 کے کہ تفصیل کیا جا رہا ہوں اور دیکھا ہوں کہ مدعی کما تک اپنے قول میں صادق  
 اور اپنے وعدے کے وفا کرنے والے ہیں یا صرف امکان کذب ہی پر فطانت کر رہا  
 ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دلیل تین طور سے مجروح و مردود ہے اول تو اس کے  
 کل مقدمات مخدوش ہیں جب نہ ایک مقدمہ مشہورہ کے جس کا ثبوت مدعی  
 کے کی طرح مفید و مانع نہیں ہے دوم یہ کہ مستلزم مدعا نہیں یعنی امکان کذب یا مری  
 ثابت نہیں ہوتا تیسرے یہ کہ بقدر ثبوت اس مدعا کے استدلال کا دوسرا مدعا یا یوں کہ  
 کہ مدعا کا دوسرا جز غلط ثابت ہے اور اول کا ثبوت یعنی ہر ایک مقدمہ کا مخدوش ہونا۔  
 پہلا مقدمہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب ہو الفاظ است اقول بعض کلام الہی ہے  
 جنہیں ایک ہی لفظ ہے مثلاً ق و ط و ل پس جب بعض کلام الفاظ است مرکب  
 نہیں ہے تو تعریف جامع نوعی اور اگر الفاظ حکمیہ یعنی ضمایر تشریح کا اعتبار کر کے کہا  
 ہے تو مقدمہ ثانی یعنی جو مرکب الفاظ است ہو وہ حادث ہے ممنوع ہے اس لیے دلیل  
 حدوث ترتیب الفاظ ثابت ہو یا اسی ترتیب سے تقدم و تاخر زانی ہوتا ہے جسکی وجہ سے  
 اسے حادث کہہ سکتے ہیں اور یہ تقدم و تاخر الفاظ حقیقیہ حکمیہ کی ترکیب میں مفقود  
 ہے پس جب تقدم و تاخر ثابت ہو تو حدوث کا ثبوت ہو گا دوسرا مقدمہ یعنی

مرکب الفاظ سے ہو وہ حادث ہے اقول صاحب گفت ایک مستقل اللفظ  
 کلام الہی میں تصنیف کیا ہے اوس میں لکھا ہے رئیس الاشاعر شیخ ابو الحسن شری  
 کلام فہمی اور کلام لفظی دونوں کے قدم کے قائل ہیں اور یہ سید احمد بن سید  
 کو پس کیا ہے اس تحقیق کے بموجب ہر کلام لفظی حادث ہوگا بلکہ صورت غلط فہم  
 کلام لفظی حادث ہوگا اور وہ بحث سے خارج ہے اندایہ مقدمہ جو بعض تصانیف میں ہے اور  
 جس دلیل سے محدث ثابت کیا جاتا ہے اسکا ثانی جواب اوس رسالہ میں مذکور ہے  
 جسکا خلاصہ یہ سند شرح مواقف میں اسطرح لکھتے ہیں واعلم ان المصنف مقالہ  
 مفردہ فی تحقیق کلام اللہ تعالیٰ علی وفوق ما اشار الیہ فی خطبہ کا اور  
 ان لفظ المعنی بطعن تارة علی مدلول اللفظ واخری علی الامر انما هو المعنی لا  
 لما قال الکلام هو المعنی النفسی فہم الاصحاب منہ ان مرادہ ما یقول بہ فی  
 القدم منہ واما العبارات فانما تسمی کلاماً ما عجز الالہ لہ اعلم وہو کلام تحقیقی  
 صرحوا ان الالہ الخ حادثہ علی مذہبہ ایضاً لکن بالیست کلام حقیقہ وہو کلام  
 فہمی من کلام الشیخونہ لہ از کثیرہ فاسد وکعدم کفار من ان کلامیہ وہو کلام  
 الصوفیہ بمع انہ علم من الذین صرغہ کونہ کلام اللہ تعالیٰ حقیقہ وکعدم انہ علم  
 والخری کلام اللہ مستفی کعدم کونہ المقر وانشقوہ کلام حقیقہ والخری  
 انہ علم اللہ علی استغناء الایمان کعدم کونہ کلام اللہ الشیخ علی  
 انہ علم اللہ مستفی کعدم کونہ کلام اللہ الشیخ علی

قائماً بذات الله تعالى وهو مكتوب في المصاحف مقرر باللسن محفوظ في الصدور  
 وهو غير الكتابة والقراءة والحفظ أحداثه وما يقال من ان الحروف والاقا<sup>ل</sup> مترتبة  
 متعاقبة فجاوبه ان ذلك الترتيب انما هو في التلفظ بسبب عدم مساعدة الالة  
 فالتلفظ حادث والادلة الدالة على التحدوث يجب حملها على حادثه دون حد<sup>وث</sup>  
 الملقوظ جمعاً بين الادلة وهذا الذي ذكرناه وان كان مخالفاً لما عليه متأخرو اصحابنا  
 الا انه بعد التامل تعرف حقيقته ثم كلامه وهذا الحمل لكلام الشيخ ما اختاره<sup>منه</sup>  
 محمد الشهرستاني في كتابه المسمى بنهاية الاقدام ولا شبهة في انه اقرب الى الاحكام<sup>لغة</sup>  
 المنسوبة الى قواعد الملأ<sup>ة</sup> انتجها اراسيكاً لمخصص علامته فقار ان شرح عقايد<sup>م</sup> نفى في<sup>س</sup> بين<sup>س</sup>  
 كيماس وذهب بعض المحققين الى ان المعنى في قولنا مشائخنا كلام الله تعالى معنى  
 قد يراد به في مقابلة اللفظ حتى يراد به مدلول اللفظ ومفهومه بل في مقابلة العين  
 والمراد به فلا يقوم بذلك كسائر الصفات ومرادهم ان القرآن اسم للفظ والمعنى<sup>شياء</sup>  
 لهما وهو قد يراد كما اتهمته المخالفة من قدم نظم المؤلف المرتب الاجزاء فانه  
 يديهي الاستحالة للقطع بان لا يمكن التلفظ بالسين من بسم الله الا بعد التلفظ  
 بالباء بل المعنى ان اللفظ القايم بالنفس ليس مرتباً للاجزاء في نفسه كالتأثير<sup>نفسه</sup> في تفسير<sup>نفسه</sup>  
 من غير ترتيب الاجزاء وتقدم البعض على البعض الترتيب انما يحصل في التلفظ والقراءة  
 لعدم مساعدة الالة وهذا معناه في لفظهم المقروء قديم والقراءة حادثة ثم لا بد من  
 الله تعالى فلا ترتيب فيه حتى ان من سمع كلام الله سمعه غير مرتب بالاجزاء لعدم

احتیاجی در این مقام: و هذا حاصل کارمه چوتھا مقدمہ اعمی جو ممکن و و در اصل  
 تحت قریبہ باتوں تکمیل کی ذریعہ کی رو سے یہ مقدمہ صحیح نہیں ہے اس کے برخلاف  
 ممکن ہے صفات باری تعالیٰ میں بین بنیاد پر شرح عقاید میں منصوص ہے و لیکن  
 مراد من قال الواجب لوجود لذاتہ ہوا اللہ تعالیٰ و صفاتہ بعضی اسناد و حدیث  
 الواجب تعالیٰ و تفارستہ او فی نفسہا نفی ممکنہ و الاستحالة فی قدم ممکن و ممکن  
 و ثابتات القدر و اجبالہ غیر مفصل عند اللہ او صفات باری تعالیٰ مقدور و باری تعالیٰ  
 نہیں ہیں و نہ قدرت او کمال او آگاہ او یہ اور اور وجود باری تعالیٰ باطل ہو چکے منصوص ہے  
 ہے بنیاد پر مابہ پر مخفی نہیں ہے برب تقدیمات دلیل کا حال معلوم ہوا تو نتیجہ کا حال بھی  
 ظاہر ہو گیا الشجرۃ تنبت من النمرۃ مثل شہوت امر و دم کا اثبات یعنی اگر جنت ہوتا  
 تسلیم بھی کر لے جائیں تو بھی استدلال کی غرض حاصل نہیں ہوتی اس کے برخلاف مقصود و غا  
 یہ تھا کہ کذب باری تعالیٰ ممکن ہے اور نتیجہ یہ نکلا کہ کلام فطری مقدور و مخلوق ہے اسے اثبات  
 ہو گا کہ خود کلام فطری ممکن ہے اور او پر بہتر ہو چکا ہے کہ اس کا نشانہ شے کو اس کا نشانہ  
 ہے لازم نہیں ہے بلکہ ممکن ہے کہ شے بنفسہ ممکن ہو اور اس کی صفت متع ہو چسپاں  
 انعقدت کل کی اور عظمت ذریعہ متع ہے اور خود کل وجہ ممکن ہے امر و دم کا ہو  
 یعنی اگر کلام فطری میں کذب کا امکان تسلیم کیا جائے تو کلام نفسی میں بھی کذب کا امکان  
 ہو گا اس واسطے کہ اس کا کذب کلام فطری تسلیم ہے اس کا کذب کلام نفسی ہو اس کے  
 انوار بالذات صادق و کاذب نہیں ہوتے بلکہ ہر وقت اپنے مولات کے ساتھ

میں نہایت عالی مرتبت و کتب کے پیشوا و مذاوق میں ہیں اگر کذب کلام فطری ہو  
 کذب کلام فطری یا باطنی کے لئے تحقیق یا بالعرض کا بدون مبالغہات کے لازم آئے گا و سب سے  
 بطل و هذا خلف و سب سے بھی تصدیق اگر یہ ضحاکان قلب میں منظور کرے کہ ہم تسلیم کرتے  
 ہیں کہ کلام فطری کہ صفت یا خیالی ہے یا ریب و شک شائبہ کذب و امکان عدم ضابطہ  
 سے مبرا و منزه ہے اور ہر ایک مذکورہ بالا بیشک اقرین جاری ہیں اگر کلام فطری ریب  
 و مخلوق ہے اور قائم بذات یا تجوی نہیں ہے وہ امکان کذب سے معری نہیں ہے  
 چنانچہ صاحب عتق و سید سند جبر و دلیل استماع کذب یا ریبیالی کے نہیں کرتے  
 میں کہ اسے استماع کذب یا ریبیالی کلام فطری میں ثابت ہوتا ہے نہ کلام فطری میں و  
 عبارتہ بذا و ان شاء اللہ کذب سب سے علت ثلثہ اوجہ الاول انه نقص النقص  
 على الله تعالى و سب سے ثانی فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامہ ان  
 نکون نحن اس منہ فی من ذوات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا و هذا الوجه اما  
 یدل علی ان کلامہ الفی الذی هو صفة قائمة بذاته تعالیٰ نیکون صادقا و  
 الا لزم نقصان فی صفة تعالیٰ مع کمال صفتنا و لا یدل علی صدقہ و الحرف  
 و الکلمات التي یخلفها فی جسد الله علی معان مقصودة و لا کان لقائل ان یقول  
 حقاً ان الله یخلف فی فعله فی جسد المحذور بعینه اشار الی دفعه بقول  
 و اعلم انه لا یخلف فی فعله فی جسد المحذور بعینه فان النقص  
 فی فعله بعینه و اما تختلف العبارة دون المعنى فاصح ما یستدل



لنقیح العقلی کیف یتمسکون فی دفع الکذب عن الکلام اللفظی بلزوم المقصر فی افعالہ

تعالی الثانی انه لو انصرفت بالکذب لکان کذبہ قدیمًا اذ لا یقوم لمحدث بذاتہ تعالیٰ

فیلزم ان یمتنع علیہ الصداق للمقابل لذلك الکذب والاجاز زوال ذلك الکذب

هو باطل فإن ما ثبت قد صرحت بعدم واللازم وهو امتناع الصداق علیہ باطل

فانما زعم بالضرورة ان من علم شیئًا امکن له ان یخبر عنه علی ما هو علیہ وهذا الوجه

الثانی ایضًا انما یدل علی کون الکلام النفسی صدقًا لانه القديم واما هذه العبارات

الدالة علی الکلام النفسی فلا دلالة علی صدقہا لانها حادثہ فیجوز زوالها بمجرد

الصدق الذی یقابلها مع ان الایمہ عندنا هو بیان صدقها جواب اسکا بخبر وجوه

ویاجاب بے اول یہ کہ مناظر اس تفرقہ کا یہ ہے کہ کلام لفظی باری تعالیٰ سے قائم نہ ہو اور

بموجب تحقیق عضد الملہ والدرین واختیار سید سند یہ امر صحیح نہیں بلکہ کلام لفظی بھی

اوسکی ذات پاک سے قائم ہے چنانکہ اوپر گذرے ایسے مناظر جریں براہین ہر دو کلام نفسی

ولفظی میں موجود ہے لہذا منوط اعنی امتناع کذب باری تعالیٰ بھی موجود ہوگا اور سید

کا صاحب موافق کے رسالہ مستفاد کو اسکے بعد نقل کرنا شیر اسی اعتراض کے دفع

کی طرف معلوم ہوتا ہے چنانکہ عادت مولفین ہے کہ امر محقق کو بعد بیان کرنے میں

ورنہ بیان کیا موقع بیان کا تھا یہاں تو تحقیق امتناع کذب باری تعالیٰ ہے نہ تحقیق کلام

نفسی و لفظی بلکہ تحقیق کلام نفسی و لفظی اول گذر چکی اگر محض تحقیق کلام نفسی و لفظی منوط

و مد نظر ہوتی تو اسکو اول تفریع امتناع کذب باری تعالیٰ کے بعد تفریع کلام نفسی و لفظی کے

بیان کرنا پس ثناء اولہ امتناع کذب باری تعالیٰ میں جو اعتراض کیا گیا وہ جہو متاخرین  
 پر ہے اور اپنی تحقیق سے مشائخ ماسلف سے اعتراض دفع کر دیا اور دوسرے کہ مذہب  
 شنی دیگر ہے اور دلیل سے اس کا ثابت ہونا اور دیگر اگر ایک مدعا کسی خاص دلیل سے  
 ثابت نہ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقع میں وہ ثابت نہیں یا استدلال کا وہ مذہب  
 نہیں البتہ ورود اعتراض کی وجہ سے دلیل قاصر سمجھی جائیگی اس مقام پر سید صاحب کی عرض  
 یہی ہے کہ دو دلیلین امتناع کذب کی جو بیان بیان لگی ہیں وہ ثبوت مدعا سے  
 قاصر ہیں یعنی مدعا تو یہ تھا کہ کلام نفی اور کلام لفظی دونوں میں کذب متنع ہے اور  
 دونوں دلیلوں سے صرف کلام نفی میں امتناع کذب ثابت ہوا ایسا ہی سید صاحب  
 بعد اعتراض مسج کر دیا ہے کہ مقصود اہم بیان صدق کلام لفظی ہے پس معلوم ہوا  
 کہ دعویٰ امتناع کذب کلام باری تعالیٰ میں اور عدم امتناع کذب کلام لفظی ہے اور یہ نہ کہ نہ ہو  
 امتناع کذب باری تعالیٰ کو اتفاق قرار دیا ہے باوجودیکہ متزلزلسن کلام نفی کے ہیں پس  
 اگر کلام لفظی منظر رکھا جائے تو اتفاق کیونکر تصور ہو گا۔ تیسرے یہ کہ سید صاحب  
 شنی کے ازیما سے اتفاق کی دو دلیلین قاصر ہوئیں تو مدعا میں خلل نہیں آتا کیونکہ  
 دلیل سے اونکا مدعا کامل طور سے ثابت ہے ایسا ہی سید صاحب خود نما۔ موافق دلیل ثالث  
 کے قہمیں فرماتے ہیں علیہ الامتداد اور سید صاحب اسکی وجہ تحریر کرتے ہیں لصحتہ و دلالتہ  
 علی الصدق فی الکلام اللفظی واللفظی معاً اس سے معلوم ہوا کہ سنت و اجماعت کا  
 مذہب تو یہی ہے کہ باری تعالیٰ کے کلام نفی و لفظی دونوں میں کذب متنع ہے اور صدق

کتاب دوم

کتاب اول

ضروری ہے کہ وہ سلیمین ایسی بیان کی ہیں کہ بعض مثبت کلمہ مدعا میں اور بعض غیر  
مدعا ولا حرج فیہ بعد وضوح المقصود اور چونکہ یہ کہ میرا مستند محض اول صاحب  
نہیں ہے تاکہ قصور او نکامیر سے دعویٰ میں فتور ناوے بلکہ تشہدات سے اتوا  
مفسرین بھی تھے جنکا موضوع و مبحث عنہ خبر کلام لفظی کے دوسرا نہیں ہے کہ لا محلی  
علی الماہرین و علی ہذا القیاس اقوال علمای اصول کہ او نکل بھی خبر کلام لفظی کے  
کلام نفسی سے روکار نہیں ہے اور پانچویں یہ امر انہر من الشیء ہے کہ کلام لفظی و کلام نفسی میں نسبت  
وال و مدلول کی ہے لہذا یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک صادق ہو اور دوسرا کاذب کلام لفظی  
یعنی دال کو صادق یا کاذب کہنے کے یہی معنی ہیں کہ او سکا مدلول اپنی کلام لفظی مطابق  
واقع کے ہے یا نہیں ہے اگر مطابق واقع کے ہے تو صادق ہے ورنہ کاذب کیا فقط  
الفاظ کو جو صورت محض ہیں مطابق ایمان خارجیہ کے کہہ سکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ  
مطابق اور غیر مطابق حقیقہ و بالذات مدلولات ہوگی اور بالعرض و کے الفاظ میں  
یہ امر ثابت ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ جن دلیلون سے کلام لفظی میں کذب کا منع ہونا  
ثابت ہو گا اونسے کلام لفظی میں ہی ہو گا بھلا کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ لفظ اندر جو  
تو کاذب ہے اور مدلول اسکا صادق اب میں وہ عبارات نقل کرتا ہوں حیرت و شگفتہ  
ہو کہ یہ کلمات الی تعبیر ان کلمات ازلیہ سے ہیں یعنی کلمات دال ہیں اور معنی قائم  
بذات تعالیٰ مدلول و الکلام مع صفۃ ازلیہ صیر علیہا النظم المسمی بہ نقران مرکب  
من الحروف (شرح عقاید معنی) و حقیقہ ان لاشئ بہو فی لا عین و وجود فی

الاذعان ووجوداً فالعبارة وجوداً اقول الكتابة فالكتابة تدل على العبارة  
والعبارة تدل على مافی الاذعان وهو مافی الاعیان آه (شرح عقاید نسفی) و همچنین  
یک کلام بسیط است که از ازل تا ابد بهمان کلام گویا است اگر امر است از همان جا  
ناشی است و اگر نهی است هم از انجا اگر اعلام است هم از انجا ما خود و اگر استعلام است هم از انجا  
اگر تنبی است هم از انجا استفادت اگر ترجی است هم از انجا جمیع کتب متبرک و صوفی  
و رفیقیت از ان کلام بسیط اگر تورات است از انجا انتساخ یافته است اگر انجیل  
هم از انجا صورت لفظی گرفته است اگر زبور است هم از انجا سطور گشته اگر قرآن است هم از انجا  
منزل فرموده و الحمد کلام حق که علی الحق یکیت و پیش و پس و ز و ن و ل مختلف آنگاه  
آمده (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی) اب نظار با انصاف اس عقیده کو  
ملاحظه کرن جوا بجا رند کورین مطیع ہے و ہونہ اسباری عزاسمہ کا متبع بکڑ ہونا  
ممتنع بالذات ہے اور کلام لفظی کا متصف بکذب ہونا ممکن بالذات ممتنع بالغیر اور  
کلام نفسی کا انصاف بکذب ممتنع بالذات ہے انتہی اس عقیدے کا پھر او بنایا ہونا  
میری تقریر سابقہ سے ائمہ سن ائمہ ہے کیونکہ اول تو مناظر اس عقیدے کا تفرقہ  
ہے در میان کلام لفظی و کلام نفسی کے وقد علمت بطلانہ دوسرے کہ ممکن بالذات  
اگرچہ ممتنع بالغیر واجب بالغیر ہو سکتا ہے مگر ممتنع بالذات اور واجب بالذات ہرگز  
از مشن بالغیر نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ ممکن بالغیر کوئی چیز ہی نہیں ہے اسلئے  
عقیدہ بالذات کو ممکن کے ساتھ محض واسطے تقابل وغیرہ کے بیان کرتے ہیں و عقیدہ

یا فیروز  
نظام اللہ  
یو با جو  
مکت  
و سبب  
مکتبہ

احترازی سے احتراز بخلاف واجب بالذات و متنع بالذات کے کہ اس میں قیہ احترازی  
 ہے چنانکہ واقف پر مخفی نہیں ہے اور شرح مواقف وغیرہ میں منصوص بھی ہے پس  
 کلام لفظی اور نفسی میں ایسا ملاقات ثابت ہو چکا ہے کہ ایک کا صدق اور کذب دوسرے  
 کے صدق اور کذب کو مستلزم ہے اور کلام کا صدق و کذب متکلم کے صدق و کذب  
 کو تو ثابت ہوا کہ بر تقدیر امکان کذب کلام لفظی کے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ کلام  
 نفسی یا ذات واجب تعالیٰ میں کذب متنع بالذات ہو ورنہ اجتماع متنع بالذات اور  
 ممکن بالذات کا لازم ایگانہ اخلاف تنبیہ جو صاحب باری تعالیٰ کے کلام لفظی  
 میں امکان کذب کے قائل ہوتے ہیں غالباً انھیں اس خیال نے یہ جرات دلائی ہے  
 کہ کلام لفظی اُس ذات مقدس سے قائم نہیں ہے اسوجہ سے اس کا کذب واجب  
 تعالیٰ کی ذات کی طرف رجوع نہیں کر سکتا مگر یہ خیال محض حکم کیونکہ اولاً تو اس کی بنیاد  
 خلاف تحقیق ہے صاحب مواقف نے یہ امر محقق کر دیا ہے کہ کلام لفظی اور کلام نفسی  
 دونوں واجب تعالیٰ کی ذات سے قائم ہیں کما مر تا نیا یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ  
 صدق و کذب کا مدعا معانی اور ملولات الفاظ ہیں اور الفاظ کا اس وصف سے متصف  
 ہونا معانی کی بدولت ہے لہذا الفاظ کا اس کی ذات سے قائم ہونا اور نہ قائم ہونا  
 ایسا نہ ہے جب الفاظ کو متصف بکذب مانا جائیگا تو بالضرور اُن کے معانی یعنی کلام  
 نفسی کو اور اس ذات پاک کو جس سے وہ کلام نفسی قائم ہے متصف ماننا پڑے گا و ہذا  
 خیال کرنا چاہیے کہ نقوش الفاظ بالاتفاق کاتب و متکلم سے قائم نہیں ہیں مگر جو

شخص نبوتی و ستاویز بناوے وہ بلاشبہ جہولما اور جہلسا رحمہ اللہ ہیں چنانچہ اس شخص سے  
 اسے تمکد بھی کیا جو اور اس و ستاویز کو جعلی کہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے کہ اس نبوتی  
 و ستاویز کی وجہ سے اس کا بنانے والا جہولما اور جہلسا رحمہ اللہ اسے نہت نقوش  
 ہی بنانے ہیں جو اسطرح اسکی ذات سے قائم نہیں ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ ان نقوش  
 وغیرہ کو جو تصدق کذب کیا ہے تو اس منہویان کی وجہ یہاں جو اسے بنانے والی ذات  
 سے قائم ہے یہی حال الفاظ کا سمجھنا چاہئے مثلاً یہ کذب کا نام فطری کا کذب اس لیے  
 مقدس کی طرف توجہ نہوا تو صدق بھی ہو گا ایہ نامات شریعت اسے کذب اور کذب سے متعلق  
 اوسط طرف رجوع نہوا تو آیات مطہرات کے کیا ہے ہونگے اس میں محض منہویان  
 قیلاً (۲) وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۚ کہ جتنا  
 کلمہ کہے صدق قاعدہ ان آیتوں میں قول و حدیث سے کلام فطری سے صدق  
 چنانچہ فہرین نے اسکی تصریح کی ہے تفسیر کبیر وغیرہ ملاحظہ ہو۔ اور اس تقدیر پر کذب  
 لازم آئے گا کہ کلام فطری حقیقہ کلام الہی ہو اور اسکا منکر کلام الہی کا منکر قرار دیا جائے  
 غرض کہ اس کے سبب سے مفاسد بڑی لازم آتے ہیں کہ لا یخفی علی الفطن بلیب صدق  
 بیان کے بعد چند شہادت اور بھی مخطوہ و مسموع ہوئے اور نکال دینے کا بھی مناسب معلوم  
 ہوتا ہے تاکہ مدعیان کذب کو جو صلہ باقی رہے ریشہ انہیں صدق نے خیر دی ہو۔  
 استنباس الرسل و خطو انہم قد کذبوا جہولما و جہلسا رحمہ اللہ اس لیے سے معلوم ہوا کہ  
 انبیاء علیہم السلام کو بار تعالیٰ کی طرف کذب کا ظن ہوا اگر کذب باری ممکن ہوتا تو انبیاء



[illegible]

من أكثر استدلالات امكان كذب كادخل كتاب كما لا يخفى على الفطن **تبصرة**  
 وليعلم انه قد الفى الى الكتاب لا بنفسه امكان كذب رب الارباب وكان فيه بالنسبة  
 الهندى الخطاب غير على الحقيقة اجواب وبعد ختم بالصواب قد ارسل الى بعض اعيان  
 برساله مرقمة فيها بعض المشكوك والاضطراب فقصدت تكميل الكلام وتوضيح  
 بحيث ينقطع عروق الشبهات والاوهام وتتبدى وحى خرائد مقصودات الخبايا  
 لكن لا بحيث يكون فتنة للعوام وبلية للجمهور الا نام ومضخة لاعلاء الاسلام  
 ومطعم للذئاب ملام اللئام فاوردت البحر المستخرجة من فضاء احسن الكلام ابغز  
 والدلائل المستنبطة من احاديث خير الانام وسيد الكرام عليه الصلوة والسلام  
 ما تعاقب الليالى والايام بلسان سكان دار السلام وبالبحار والاضياء الافضل الخطا  
 عليه الصلوة والسلام على التوالى والازام فالصنفوا التعمق بها الاخوان الكرام لكيلا  
 تستنوا اسن الدل الخصاير وطعان سنان اللسان على تغيير العنوان وضرب يوف الشنا  
 على تبدل سياق الكلام وما فعلت هذا الا لوقاية كلام الرب عن الشبهة والسب  
 ونصيحة احاديث خير الاخير عن نظر الاغنياء الكفار **الشبهة الثانية**  
 فان قلت لو لم يكن الكذب في اخبار الله تعالى وقد اخبر الله الكريم بشرفه ودينه  
 الكريم **صلى الله عليه وسلم** في كتابه الكريم ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك  
 وما تاخر **صلى الله عليه وسلم** بهذا القول رقل ما كنت بدعا من الرسل  
 وما اورد ما يفعل بي ولا بكم **صلى الله عليه وسلم** الا انه كان مغفورا لله جميع

[illegible]

تفسيره هذا المختصر لتفاسيد من البيضاوي والى السعدي والكبير وغيرهما

## الشبهة الثالثة

فان توهم انه لو كان الكذب عليه تعالى محلا فمما

لقوله تعالى (لَنْ أَشْرَكَ بِمُحَمَّدٍ) مع أن الله جل على امر على خطر الوجود فاذا كان

شرك الانبياء عليهم الصلوة والسلام على خطر الوجود كان حط عمله على النبي عليه الصلوة

على خطر الوجود فمما معنى المغفورية المطلقة القطعية لنبينا عليه الصلوة

والسلام وإن هذا الامكان الكذب وهذا خلف قلت ابرو جوه عديدة اما اولا

فلا منافاة بين القضية المحلية الضرورية اي نبينا صلى الله عليه وسلم مغفور

مطلقا قطعيا وبين الشرطية اي ان اشرك حط عمله لان الشرطية لا تقتضي وجود المقدم

ولا وجود التالي بل يجوز ان يكون كلاهما متنعين كما يظهر من التأمل في هذا القولين النبي لا

عابد لولده الله (قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ) وكما لا منافاة بين قولنا

لا شيء من الخمسة بمنسوبة بمنسوبة وبين قولنا لو كانت الخمسة زوجا كانت

منقسمة بمنسوبة ومنسوبة فاذا لم يكن بين المحلية والشرطية تناقض فلا توهم لامكان الكذب

قال انام المفسرين فخر الدين الرازي السؤل الثالث كيف صح هذا الكلام مع علم الله تعالى

ان رسوله لا يشركون ولا تحبط اعمالهم الجواب في المتن اشركت لمحيطين عمالك

قضية شرطية والشرطية لا يلزم من صدقها صدق جزئها الا ترى ان قولك لو كانت

الخمس زوجا كانت منقسمة بمنسوبة بمنسوبة صادقة مع ان كل واحد من

طرفيها غير صادق قال الله تعالى (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَفَسَدْنَا) ولم يلزم من

هذا صديق القول بان فيهما ائمة وبارهما قدسنا انتهى **قال** ابو السعود لما ثبتت  
 الآية كلهم وارح علي ليقية الفرض لتجسيم الرسل واقناط الكفرة ولا يذان بغاية شناعة  
 الاشراك وقبحه وكونه بحيث ينبغي عنه من لا يكاد يمكن ان يباشرة فكيف بمن عداة  
 انتهى وقس على هذا قوله تعالى ولو نقوس على بعض الاولاد وبل لاخذنا منه باليؤمير آه  
 وقوله تعالى واذا الاذقانك ضعفت الحياكة وينهكت المماكة آه واما ثانيا فلا نسلم ان  
 كلمة ان لا تستعمل الا في امر مردد الوجوه واسنان اصله هذا كما نص عليه اهل  
 التقنازان في المطول وغيره في غيره الا ترى الى قوله تعالى **قُلْ اِنْ كَانَ لِلشَّعْرِ وَلَوْ اَنَّا**  
**اَوَّلُ الْعَابِدِينَ** فهل نرى امكان الولد لله تعالى مع دخول كلمة ان عليه فكذا امهنا  
 قال الحارثية ابو السعود فان مضمون الشرطية انما هو تعليق شئ بشئ من غير تعرض  
 له امكان شئ منهما كيف لا وقد يكون كلاهما متمنعا لقوله عز وجل **قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ**  
**وَلَدٌ فَاَنَّا اَوَّلُ الْعَابِدِينَ** وقوله تعالى **لَنْ اَشْرَكَ لِحَبِطْ عَمَّاكَ** ونظائرهما انتهى -  
 واما ثالثا فالخطاب وان كان فانظر للنبي عليه السلام لكن المراد غيره فلا مجال لتوهم  
 امكان التكرار قال الامام الهمام في تفسيره ان الخطاب مع النبي عليه الصلوة والسلام  
 في الامام المراد غيره لقوله تعالى **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ**  
 وكقوله تعالى **رَأْسُ اَشْرَكَ لِحَبِطْ عَمَّاكَ** ومن الامثلة المشهورة اياك اغنى  
 واسمع يا جارية آه وقال القاضي ابو الفتح عياض في الشفاء وقوله تعالى **لَنْ اَشْرَكَ**  
**لِحَبِطْ عَمَّاكَ** وما المشبهة فالمراد غيره وان هذا حال من اشرك والنبي عليه الصلوة

والسلام لا يجوز عليه هذا **الشمعة الرابعة** فان اختلج قلبه منه  
 لو كان كذب الباري عز وجل فانه محض هذا الآية ان كنت في شاك من قوله الآية  
 ان خبر الله تعالى لما كان محالاً لا يجوز ان يتطرق الكذب عليه فكيف يتصور من النبي  
 عليه الصلوة والسلام اشك والارباب فليس هو الا نبي الله عليه السلام ان الكذب وان  
 بما من ان الشرعية لا تقتضي امكان وجود المقدم او الالوان المصنوع من النبي عليه  
 الصلوة والسلام تعريضاً اولاً قال الامام الهمام في تفسيره والذي يدل على صحة ما  
 ذكرنا وجوه الاول قوله تعالى في آخر السورة يا ايها الناس اعرفوا الله فاشك من  
 بين انك تكرر قول الآية على سبيل التوضيح في قوله يا ايها الناس اعرفوا الله  
 الثاني ان الرسول لو كان شاكاً في نبوته نفسه لمكان شاك في غيره فلو كان رسولاً  
 سقوط الشرعية بالكلية والثالث ان يتقن ان يكون شاكاً في نفسه فكيف  
 يزول الشاك باخبار اهل انك ان نبوتهم في الاكثر انهم ان حصل فيهم من كذب  
 من هذا الا ان قوله ليس بحجة لا سيما وقد قرأه او ايد به من التوراة والانجيل  
 فالكلمة مصحفة فثبت ان الحق هو ان هذا الخطاب وان كان في الظاهر من الرسول  
 صلى الله عليه وسلم لا ان المراد هو الله ثم قال واقله في التوراة في قوله  
 ان قوله فان كنت في شك فافعل كذا او كذا اقتضية شرعية والقضية الشرعية  
 لا اشعل فيها البتة بان الشرط وقع اوله يقع ولا بد ان اجزاء وقع او يقع وقيل ان  
 عياض في شفاء اعلم هذا الله واياك فبقية ان ما يتعلق منه المرفق التوحيد وحده



بالله تعالى وصفاته والإيمان به وبما أوحى الله إليه فعليه غاية معرفة وضوح العبد  
واليقين من انقضاء عن الجهل شيء من ذلك أو الشك أو الرب فيه والعصمة من كل

بأيضا ما يعرفه بذلك اليقين هذا واقع انجاء المسلمين عليه ولا يصح ما يرد من  
الواضح ان يكون في عقود الانبياء سواء انتهى الشبهة الخامسة

من قلت قال الله تعالى انك لا تخلف لميعاد ان الله لا يخلف لميعاد ومن اوفى  
بوعده من الله ان النصر هلنا وقد قلت ان الخلف في العباد مستحيل فمعنى قوله

لقد انا حتى يقول الرسول والذين امنوا معه نصر الله الا ان نصر الله قريب فانه لو لم  
يكن الخلف في الميعاد لما كان الاستبعاد النصر معنى قلت مكفى عما امسوا انهم يميزون

في تفسير هذه الآية جزاء الله عذا خير الجزاء المسئلة الخامسة في الآية اشكال وهو  
ان كيف يليق بالرسول الفاطم بصحة وعد الله وعيده ان يقول على سبيل الاستبعاد

حتى نصر الله وانجواب عنه من وجوه احدها ان كونه رسولا لا يمنع من ان يتأذى  
كذلك لا يعد ان قال تعالى ولقد علم انك يضيق صدرك بما يقولون قال تعالى

احد يا اخي نفسك ان لا يكونوا مؤمنين وقال تعالى (حتى اذا استأذنتهم  
بأنهم قد اذنوا له انهم نصرنا فنجي) وعليه هذا اذا ضاق قلبه وقلت جلته وكان

قد سمع من الله تعالى انه ينصره الا انه ما عين له الوقت في ذلك قال عند ضيق قلبه  
حتى نصر الله حتى اسان علمه قريب الوقت نزول صمعه وغممه وطاب قلبه والذي

يدل على صحة ذلك انه قال في الجواب الا ان نصر الله قريب فلما كان الجواب بذلك

الغريب دل على ان السؤال كان وانما من اقرب هو كان لسؤاله فممن هو  
النص لم لا لم كان هذه الجواب مطابقة لما في المتن . مدد موجبات معتمد

### الشبهة السادسة

في البخاري والاسلم وغيرهما عن عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم ان  
ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجدهم اذ انما حتى يمشي معه فهو  
انما كان يتنسم قالت وكان اذا راى عينا او رجا عرفت ذلك فوجهه يهاب  
حلى الله عليه وسلم ارى الناس اذا راى العذراء في وجهها يكون منه  
اذا رقيت عرفت فوجهها الكراهية قال فقال ان شاء الله يومئذى ان يكون  
عذاب قد عذب قوم بالرجوع وقد راى قوم العذاب في الواحد اربعين يوم لم يفر  
مغفورا مطلقا فلو لم يكن اخلف في اولى ذلك من عذاب الخوف والاقبال  
جاء في حديث آخر لم وغيره قلت او لم يكن هذا الخوف من نفسه شره  
حلى الله عليه وسلم حتى يحصل النور المذكور في لاهل الامه كما هو في  
والفطلا في وفاة النبي كان خوفه صلى الله عليه وسلم من بقوا نصيبا  
وسروره لاول سبب الخوف انتهى وقد جاء النص في حديث روى مسلم  
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم الرجوع والغدير عرفت ذلك فوجهه  
واقبل وادبر فاذا مطرت سره وذهب عنه ذلك قالت عائشة فبما لم يفر  
خشيت ان يكون عذابا مطلقا على منى ويقول اذا راى النظر رحمة منى وذا لم يحتمل



الفكر بان لعل هذا كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم  
 خشي ان يكون بعض مقدمات الساعة وبالرأى ليس شجرة فان كانت  
 مريية من هذا افاستمر ما نقل للنوفى وهو هذا فديت شكل من حيث  
 لها مقدمات كثيرة لا بد من وقوعها ولكن وقعت كظنوا التمس من بعض  
 خروج الدابة والنار والدجال وقتال المنكر واشياء اخر لا بد من وقوعها قبل الساعة  
 كفتوح الشام والعراق ومصر وغيرها وانفاق كنف كسرى في سبيل الله تعالى وفيه  
 وغير ذلك من الامور المشهورة في الاحاديث الصحيحة ويحاج عنه بعض من هذا  
 لعل هذا الكسوف كان قبل اعلام النبي صلى الله عليه وسلم بهذه الامور ان في هذه  
 خشي ان تكون بعض مقدماتها الثالث ان الراوى عن النبي صلى الله عليه وسلم اخبر  
 ان تكون الساعة وليس يلزم من ظنه ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم خشي ذلك  
 حقيقة بل خرج النبي صلى الله عليه وسلم مستجلا مهتما بالصلاة وغيره من  
 الكسوف مبادرا الى ذلك وربما خاف ان يكون نوع عقوبة كما كان صلى الله عليه  
 وسلم عند محبوب الریح تعرف الكراهية فوجهه ويخاف ان يكون عند الكسوف  
 في آخر كتاب الاستسقاء فظن الراوى خلاف ذلك ولا اعتبار بظنه انتهى والله اعلم  
 المحض كما من تقريره وناقيل بعض بكلاء في ان امكان كذبه تعالى الله عن  
 يقع لان الكذب وجود لا عدم واقف لا لا عجز وهو فوجده ذاته من حجة وجوده  
 حسن لا فيهم والفتح الذي عرض له فهو من جهة في الحق والحق في صورته

في بعض الامور  
 في بعض الامور  
 في بعض الامور

مخلوقين لا بالنسبة الى الحق بل بتفوقه به فهو من حيث الالفاظ المصنوعة  
 قبيحة لا من حيث خلق الخلق فانهم انما يعرضون في حق العبد كما سب لا في حق  
 الله ذلك الحاق وهو انه هو من جهة ضربه احد نحو اطلاق حرفه وادبته او خذاع  
 فهو كاذب في الكذب لغة احد من جهته ما دام انفس صار حسنة بل فرضا في بعض الاوقات  
 مثلاً لو كان في الصديق قول مسلوك في الكذب بخانه لكان الصديق حور و كذب فرضا  
 فظهر ان قبحه عارض لا جلي في الحق وليس هو في حده تعالى هو وجوده واقدمه لا  
 الهة وان كان فيه لا يثبت العلم لان كسب الترفيع وهو النسبة الى المخلوق  
 لا خلقه وهو بالنسبة الى حق هذا الدليل يقتضي اجمالا الدليل ينقل هذا ان مساو  
 سيرة صلى الله عليه وسلم كان معفورا بقوله تعالى لا يغفر لك الله فانقرض من ذنبك  
 وورثه فلو كان الخلق في الوعد ممتنع لما كان يحسن صلى الله عليه وسلم امر بقوله  
 تعالى فمن اهلكني فقد ومن معي وبقوله تعالى انك اشركت بالحقين ملكا وغيره  
 من الايات وكلمة ان انما تدخل على ممكن لا امتنع على المعاد وم المصنوع بالوجود  
 الوجود كما هو مسلم عند علماء العرفية خشية ان يكون من الممكن لا من المحال واسمها  
 ولا ريبا احد يحشى الشريك لمسخين بما الحشية من الله الوجود والادب لكن  
 والاحاديث العديدة تذكر على امكان كذب البشري تعالى في حق شارح المواقف  
 ومتر مفاصله وغيره من المحققين مكان الكذب ممة العبد مغلد وما قال  
 هذا الكلام مكان الكذب فالعبد ايضا يعنف امكانه لا يفهمه حق الثقة

أما أولاً فلان هذا المذهب كونه مبنى على مذهب الاشاعرة القائلين بشريعة الحسن فغير  
 اعنى لا شئ فوجه ذاته مع قطع النظر عن امهات الشارح ونهيه حسن ومنه يتبع بمعنى  
 عيده به او يذم عاجلاً ويستحق به الثواب والعقاب اجلاً بل ما امر به حسن وما  
 عنه فغيره ولو انعكس الامر انعكس الامر حتى ان الايمان بالكفر والصلوة والصوم والزكاة والسياسة  
 في مرتبة اللات قبل ورود الشرع سواء سية لا تفاوت بينهما في الحسن والقبح بل معنى  
 المتنازع فيه بخلاف معتقد مشائخنا الماتريدية كثرهم الله تعالى القائلين  
 بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها على الشرع بل الاشياء في حد ذاتها بعضها  
 حسنة وبعضها قبيحة وهذا كله مصرح في التلويح والمسلم وغيرهما اليه يستدبر  
 قوله تعالى (قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ) فكيف يصح التمسك بالمتبع للمذهب  
 الماتريدية بما ذهب اليه الاشاعرة الذين اتبعهم السوافرة والافاين التقليد وأما  
 ثانياً فلان القبح بمعنى صفة نقصان <sup>عقل</sup> بالاتفاق كما مر غير مرة فكيف يسلم ان  
 قبح الكذب عارض لاجل النهي بل الكذب صفة نقصان باتفاق العقلاء والله  
 تعالى منزاع عن النقائص بالاجماع والله يمكن قبحه بمعنى ما يستحق به العقاب عقلياً  
 بالاتفاق لكن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنى لا يتصور في حقه تعالى <sup>دلالة</sup>  
 فلان فيه تليقاً بين المذهبين لان الاشاعرة كما قالوا ابرؤ من القبح للاشياء لا احرم  
 كذلك نصوا بلحوق الحسن لاجل الامر فما معنى لا كون الكذب حسنة في حد  
 ذاته قبيحاً لاجل النهي فمع قطع النظر عن الشرع كما لا قبح فيه كذلك لا احسن فيه



عملها انما يتصور حسن لذاتي في ذهب غير مذهب في هذا امتداد في  
 ليس لحسن ثبوت عندهم بغير ثبوت القيمة لذاتي عندهم واما فلاذ ثبوته  
 فيه الكذب لا جبر ضروري لادبية او عدم انفسا سبق من ارفيق الكذب لا جبر  
 لان ما يتصور مذهب في خلق في ادم الحي موجود او جبر الفهم وان لم يوجد  
 الكذب في الخلق او غير ما يتصور في رفع اليه وحياء الامر مقامه وحياء حسن في  
 لغيره هذا عند الامتاعة واما مشائخنا انما يريدون فقالوا الكذب لا يصير حسنا  
 في ذات و ان صار اجاب هو بيق على فحج الذاتي كما هو مضمون في ما لا يرد  
 عند رتبة هذا و فاقوا و كاد يتاخر فخلت وقد تخلت فان الكذب متدليج  
 لعصمة من شدة من سعال و الخواب ان هناك امر يتاخر في الخواب  
 لان الكذب صريح حسا فيس يرد عليه ان هذا الكذب واجب في اخر في حسن  
 اقوال حسن لغيره لا ياتي في الفهم لذاته وهذا معنى قولهم الصدقات تحت المحمودات  
 و مدفع ما قال بعض الكملاء من ان الكذب ان كان فيه نفع لا حجة يصير حسنا  
 فريضة كما لا يخفى و اما خامس فلان قوله ان الكذب وجود لا عدم افند لا  
 بجبر و هو في ذاته من جهة الوجود و القدرة حسن لا في شيء ما اذا ناديه ان اراد ان  
 كاذب غير الوجود و القدرة فهو من البطلان لان المصادر لا تختار الامر و فاتها  
 اوجزة تب و قامر الكذب ليس بمراد و الوجود و القدرة و لا خبر لهما و لا عكس  
 ايضا و ان اراد ان الكذب موجود و مقدور فان اراد ان الكذب الباري موجود و مقدور

اما اولاً فلان هذا المذكور مبنى على مذهب الاشاعرة القائمين بشرعية حصول الخير  
 اعني لا شئ في حد ذاته مع قطع النظر عن امثل الشارع ونهيه حسن وفسيد بمعنى  
 عيده به او يذم عاجلاً ويستحق بالثواب والعقاب اجلاً بل ما امر به حسن وما  
 عنه فهو لو انعكس الامر انعكس الامر حتى ان الايمان بالكفر والصلوة والصوم واو  
 في مرتبة الذات قبل ورود الشرع سواء سببه لا تفاوت بينهما في الحسن والقبح بمعنى  
 المتنازع فيه بخلاف معتقد مشائخنا المتريدين بكونهم الله تعالى فثابت  
 بعدم توقف حسن الاشياء وقبحها على الشرع بل الاشياء في حد ذاتها تعيب بحسب  
 حسنة وبعضها قبيحة وهذا كله مصرح في التلويح والمسلم وغيرهما اياه بنسب  
 قوله تعالى (قل ان الله لا يامر بالفحشاء الاية) فكيف يصح التمسك بالحسن منبه  
 المتريدين بما ذهب اليه الاشاعرة الذين انجسهم الشوافع والافاير العقلية  
 ثانياً فلان القبح بمعنى صفة نقصان <sup>عقل</sup> بالاتفاق كما امر غير مرة فكيف يسلم ان  
 قبح الكذب عارض لاجل النهي بل الكذب صفة نقصان باتفاق العقلاء والله  
 تعالى منزع عن النقائص بالاجماع وان لم يكن قبح بمعنى ما يستحق به العقاب عقلياً  
 بالاتفاق لكن هذا لا يضرنا فان القبح بهذا المعنى لا يتصور في حقه تعالى <sup>وذلك</sup>  
 فلان فيه تقييداً بين المذهبين لان <sup>هم</sup> كما قالوا ابرؤض القبح للاشياء لا احسن  
 كذلك نصوا بلحق الحسن لاجل الامر فما معنى لكون الكذب حسناً في حد  
 ذاته قبيحاً لاجل النهي نعم قطع النظر عن الشرع كما لا فقه فيه كذلك لا احسن فيه

[illegible]

فهو والمسئلة وجاء للمهادرة على المطلوب فان المطلوب ما كان الا ان كذب  
 الباري ممكن وصاحبا اصل الدليل هكذا كذب الباري ممكن لان كذبه موجود ومقدور  
 وان هو الاجل المدعى جزء الدلائل وايضا مناف لقوله وان لم يقع فيه اعتراف  
 بالوجود وان ادان كذب الممكن والمخلوق موجود ومقدور وهو من جهة الوجود و  
 القدرة حسن فلا يفيد المطلوب لان الكلام كان في امكان كذب الباري وخرج  
 من الدليل امكان كذب المخلوق ولا كلام فيه بل العالم مشحون من الكذب بلا  
 انقياب واما سادسا فهو منقوض بظلم الباري تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا  
 فان مقدمات الدلائل جارية فيه مع تخلف المدعى فانه لم يقل به احد من اهل  
 السنة والجماعة وان قال بالفرقة الباطلة المزدارية واما سابعاً فلان ليس  
 الكلام الا في امكان اتصاف الكذب وكسبه لا في خلقه كيف وان الكذب شائع  
 ذائع في العالم وليس خالق الاشياء عندها اهل الحق الا الله على تقدير نفي كذب البا  
 يلزم كسب الكذب لا خلقه في محل آخر وكسب الشرفيم عنه المستدل ايضا  
 كما ان في آخر الدليل فيلزم القباحة والشناعة هذا خلف وما قال في الدليل النقل  
 من ان تخلف في الوعد لو كان متمتعاً مع كونه صلى الله عليه وسلم موعوداً  
 بالمعزة لجميع ما تقدم من ذنبه وما تأخر لو كان تخشياً صلى الله عليه وآله وسلم  
 معنى فجوابه ظاهر فانه صلى الله عليه وسلم فاضى لاجل نفسه النفيسة  
 من العذاب الاخرى بل لاجل الامنة اولاداء الشكر و اظهار الخشوع والخضوع

في الحضرة الإلهية وغيرها كما قال القاضي عياض وعبارته هكذا وأبصرت  
 فيقال لهم فانكم ومن وافقكم تقولون بغفران الصغار باجتناب الكبار ولا خلا  
 عصمة الانبياء من الكبار فما جودتم من وقوع الصغار عليهم فهي مغفورة  
 على هذا فما معنى المواخذة بها إذا عذركم وتخوف الانبياء وتوبتهم منها وهي مغفورة  
 لو كانت فما اجابوا به فهو جوابا عن المواخذة بافعال السوء التأويل وقد قيل ان  
 كثرة استغفار النبي وتوبته وغيره من الانبياء عليهم السلام على وجه ملازمة  
 الخضوع والعبودية والاعتراف بالتقصير شكر الله على نعمه كما قال عليه الصلوة  
 والسلام وقد امن من المواخذة بما تقدم وما تاخر فلا يكون عبدا شكورا وقال اني  
 اخشاكم لله واعلمكم بما اتقى قال الحارث بن اسد خوف الملائكة والانبياء  
 اعظام وتعبد لله لانهم امنون وقيل فعلوا ذلك ليقبض بهم ويستن بهم منهم  
 كما قال لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا انتهى وايضا قال في موضع  
 آخر ناقلا عن النبي والثقة كثرني والحزن رفيقي واليقين قوتي في رجل مني اتقى ومن  
 ادعى الخشية لا اجل عدم وثوق النبي بمواعده تعالى فعليه البيان البرهان بل هذا  
 مخالف لقوله تعالى ولا تحسبن الله مخلف وعده رسلا ولا يلزم عدم امثاله  
 بنهي الله تعالى عن حساب الاخلاف في مواعيد الرسل وهو صريح البطالان والا  
 فان عصمة الانبياء المقربين عند المحققين صلوات الله تعالى عليهم اجمعين ومنافس  
 لقول عائشة رضي الله تعالى عنها المذكور في ما سبق من قولها معاذ الله ما وعد الله

آة وايضا نص القاضى عياض بقوله لا اذ شك في وعد الله وايضا يظهر من تتبع  
 سير الانبياء عليهم الصلوة والسلام انهم على كمال وثق واعتماد بمواعيد الله  
 تعالى لا يتطرق وهمام كان خلف المواعيد في قلوبهم كما ترى الى قول موسى عليه  
 وعلى نبيي الصلوة والسلام (كل ان معي ربي سيهدين) بعد ما قال له قوم ما قال  
 (فلما ترائى الجمع قال اصحاب موسى ان ائمه ركوب) والى قول نبينا صلى الله عليه  
 وسلم لو فبقه في الغار (لا تخزن ان الله معنا) وقد روى عن عائشة رضي الله  
 تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يخرج من حتى نزلت هذه الآية (وا الله  
 بعصمك من الناس) فاخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه من القبة وقال لهم  
 يا ايها الناس انصرفوا فقد عصمني رب عز وجل وقيل كان عليه الصلوة والسلام  
 يخاف قريشاً فلما نزلت هذه الآية (يا ايها الذين امنوا اذكروا نعمت الله عليكم  
 اذ هم الاية) استلقى ثم قال من شاء فليخذه لى انته (شفا قاضى عياض) وما قال  
 بعض الكبراء لو كان الخلف في الوعد ممتنعاً لما امر النبي بقوله تعالى (قل ان ملكني  
 الله ومن معي الاية وبقوله تعالى لان اشركت لمحيطن عمك الاية وغيرها من الايات  
 الاخر فقد جوبه فيما سبق من مبدلاً فلا تعيدوا وايضا ما خرف للاجماع فان الخلف  
 في الوعيد وان جوزه لكن الخلف في الوعد قد عد ممتنعاً بالاجماع كما مر وما قال ان  
 شارح المواقف والمقاصد وغيرهما من المحققين قد جوزه والكذب عليه تعالى فقد  
 علمت فيما سبق ان التحقيق خلافه فلا حاجة الى الاعادة والله ولي الافادة والمآلة



یہدی من یشاء الی صراط مستقیم خلاصہ مرام یہ ہے کہ اہل حق کے نزدیک کذب  
باری تعالیٰ ہرگز ہرگز ممکن نہیں نہ کلام نفسی نہ کلام لفظی بین بلکہ یہ عقیدہ فرقہ زانغہ  
مزداریہ کا ہے اور مجوزین خلف فی الوعد ہرگز معتقد جواز کذب باری تعالیٰ نہیں  
بلکہ ان کو کذب باری تعالیٰ اور تبدیل قول الہی کا الزام لگایا جاتا ہے اور وہ مدفع  
ہے اور محققین خلف فی الوعد کو جائز نہیں رکھتے اگر قول شاذ ہو تو وہ بمقابلہ نص  
قاطعہ مردود یا قول ہوگا پھر ایسے اقوال شاذہ سے عقیدہ کا ثبوت کیونکر ہو سکتا  
اثبات عقیدہ کے لئے دلیل قطعی ہونا چاہیے اور زبان درازی اس امر میں موجب  
نقصان دین اور باعث مضحکہ دشمنان شرع متین ہے البتہ تعالیٰ اہل سلام کو اس  
بجا وے واللہ اعلم وعلیہ اتم واحکم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و  
سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین سحرۃ فقر عباد ذی المن عبدہ  
احمد حسن عصبہ اللہ عن افات یوم المحن بفضلہ الخفہ والعلن المقید فی بدارۃ کانفوس  
صانہ اللہ عن الشر والمدرس فی دار العلوم فی آخر عشرۃ ذی الحجۃ سنہ ۱۲۷۰ ھجریہ  
اب وہ تقریطین نقل کیا جاتی ہیں جو علی کرام نے اس عمدہ اور زور رسالہ پر کی ہیں \*

صوۃ ما قرطہ فخر العلماء لکرام صلا الفضلاء العظام استیا  
اساتذۃ الہند والشام محط رجال الفخامات من آیات اللہ  
الحضرة مولانا محمد لطف اللہ دامت برکاتہم وعت

# فيوضاتهم لقد اجابنا افاد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هو اصدق قبلاء والصلوة والسلام على من بعث مرشداً دليلاً على  
الله واصحابه الذين كانوا يميزون الله عما لا يليق بجنابه وبعد فيقول العبد الضعيف  
المعتصم بحمد الله المتين **محمد لطف الله** تجاوز الله عن سيئاته يوم الدين  
انني طالعت هذا الكتاب الذي مرصفه حلل الاجاب مالمالك ازمة التحقيقات الشرعية  
والتدقيقات الفلسفية النخري الكامل لبحر الفاضل الذي يفتخر بوجوده الزمان لموتوا  
**احمد حسن** حرس الله ذاته واسعد اوقاته فوجده صحيح المعاني سيد المتكلمين  
حريابان يكتبه علماء الزمان على صفائح الواقوت بمياه الحقيان وقصيد  
تخذه العبد عفة الجيد محتوي على تحقيقات بدعية نظرب الاسماء ومشتتات  
تدقيقات منيعة غيل اليها الطباع جزى الله مرصفه جزاء موفورا وجعل سعيدة



مشكوراً واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين  
والصلوة والسلام على طه الامين

صوقاً ما قرطه البحر الكامل والنخري الفاضل جامع العلوم  
العقلية والنقلية مصدر الكمالات البهية  
الاديب الارساليين اللبيب بهجة الادباء

أَوْ حَلَّ النِّبَاءَ إِلَّا لِمَنْعِ اللّٰهُ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنَّ  
 مِنْ الْخَوَارِجِ بَعْدَ الْكَوْبَرِ لَقَدْ أَحْسَنَ الْمَقَالَ أَبَدًا فِيمَا قَالُوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين نعم  
 فهذه رسالة رتيقة بارعة ومقالة أنيقة فريدة في توصيف نقاد الساري على مكان  
 الكذب والميل وتقرير نزاهة من حوز النطق الشبهان لغرب ورا لا تصار بافاضة بالرائحة  
 السخنة ونظير ذوي الأهدى بافاضة البريعة السخنة تشريح بها صدره راسعلا  
 الانزال وتقبض عنها قلوب البعلاء الأبدان ثم يهتفون ربنا الله الله  
 وتخرج منها عيون أصحاب الحقد والفساد مقاصد هائلة فائزها من انوار  
 ومطالعتها موثقة بالاطمين والحرارة دون ذلك الدنيا والفة لا يباد من ربنا  
 من تغلب عرس من يتاد ووحش شواهد ما أخذ من الاستاد مدح العصابة  
 الى طريق العزاد معارف بيانها الصافي والصحة لاقر ساخير القائلين بالجور والامكان  
 ومرة تبيانها الصافي والصحة ظهور اصابع أصحاب الكذب البهتان كيف لا وقد  
 حق بها الخبر السافي والجر الطافي في انفسهم بصيرة الفاصل تحبذوا العقر صاغت  
 ولفهمها الناقب والذهن الثقيف والفكر الحصيف وانراى برزين واحد من اصين

الحبيب الأكرم والشفيق الاخضر والرفيق ذو القدم والصديق الأعظم ولا أنا المولوى  
 الحافظ احمد حسن سلمه الله عن مصائب الزين وحوادث الفتن والمالك لا نؤمن  
 العلوم العقلية كلها بل انما نؤمن بالقائمة لا عنده الفنون العقلية جلها من غير فائز  
 الذى يقتبس عن ضياء فضائل الداني والناقص ويحجبني من ثمار جلاله العارى و  
 الكاسى وسهام تربية صائبة الى قلوب صفوة القوم الذين يشبههم عفى  
 وجهه وقهره وان وسماح تحريره ثابتة على من رست قضاة النفس الذين خطياهم  
 خليل وامينهم خائفين فيد شغل باطنهم وشرد جمع خزعبياتهم وسوء وجوه  
 عقلا لا تهم ويضع عيونهم ضد اربابهم وشئت جنود وساوس انظارهم وقت فتور  
 هواهم ككاد حذر اقام عليهم يوم القيامة وامطر عليهم مطر الحمام كما قد فعلت بهم  
 ذلك مرة بعد اخرى وكثرة غيبات اخرى بالمتابعة والمشافهة والمعارضة والمعا  
 حين تكرر سواد اذدهم ابيلا لا هو - لى كاشا رقى والسامور - فى الضياء والنق  
 سلمه الله واياها من شرور الدهور وصواعق الحبوب فانبتوا واشبوا وانضجوا  
 وانضجوا وانسلخوا وانسلخوا فانهم جواد منتشر اوزر مشفرو وبالجمله فقطع  
 دابر القوم الذين لموا والحمد لله رب العالمين والعبادة والسلام  
 على رسوله محمد وآله وصحبه اجمعين برحمتك يا رحيم الرحمن فقط

كتبه العبد المذنب الفقيه

محمد عبد الله عفا الله عنه



الجنان قوا ضب بحجها القومية قوا صم لصدور هو اجس الشيطان وعوا ضب  
 بقيناتها المستقيمة قوا صم لظهور وساوس شقيق الوهان والفيت ريا حيد  
 مضامينها تزرع بالربيع الزاهر وصادقت تغريد الفاطها يغني عن رنات المزمار  
 بلا هينها اضواء الشمس البازغة وسلاطينها البهر من انوار الالامعة عاوين<sup>لطفها</sup>  
 من سيل الامحار وفناويها اعقب من راحة الارضات تحقيقاتها شهى من مساه  
 اذ فرقة دقيقتها الذم من خلوق اعظم تبانيها الوافي ايضا هي بانوارها النجوم الزواهر  
 الكافي يبايغ بفرائد ما عقود الجواهر نفائسها الغالية حاكت الاعياد الفاخرة  
 ولها ثغرها العالية ضاهت النواهد العيدة اقترروا وراقت في بحر من المشرق  
 من نهموا الخوان وظهرت فيها اجل من شقائق النعمان كيف وذهبها الى اللؤلؤ  
 وذهبها البحر اليمعي ورففها الفاكه لم تقام ضفها للندم<sup>الطمطم</sup> جاسع العلوق واشف  
 باضر المكوم نبراس العلماء مصبل الفضلاء الذي برع على اقرانه بالفضل<sup>ن</sup>  
 وافاق على امثاله بلا فادة ولا كمال الذي سدت ملك الطالب الفرائد ومنزله عظم  
 الرجال العمائد اللين شهباء لا وحده الكبر الخليل الجليل الصديق المنيل مولد الخ<sup>نظ</sup>  
 الخليفة احمد حسن صانده الله عن جميع الفتن ونواب الرغز ومكارم المحسن واخر  
 دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين  
 وان واجله وذريته وصحبه اجمعين الى يوم الدين برحمتك يا ارحم



صَوَّبَ مَا مَقَّقَهُ الْعَالَمُ الْجَلِيلُ وَالْفَاضِلُ الْبَيْسِلُ الْمُنْلِيَةُ الرَّشِيدُ  
 الْفَهَامُ لَا مَصْنَعًا لِحَلَامٍ اعْنَى الْوَلَوِي مُحَمَّدٌ عَبْدُ الْحَيِّ السُّورِي  
 ضَرَّ اللَّهُ عَنْ شَرِّ رَاغِي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَوَصَّلَ الْأَسَارُ وَتَرَصَّعَ بِأَجْمَرٍ مِنْ تَقْدِيرٍ مِنْ شَوَائِبِ أَمْكَانِ الْأَكَاذِبِ الْبَاطِلَةِ وَ  
 تَوَشَّحَ بِالْأَرْوَاقِ وَتَقَيَّدَ بِهَا الْخِيَةَ مِنْ تَزْوِجٍ عَنْ مَعَائِلِ الْعَائِقِ لِفَاعِلَةٍ وَنَجْلِيَةِ الْعَصَائِفِ  
 بِخَلْقَتِهَا أَلَا الْعَالَمُ عَلَى مَنْ أَعْتَشَوْشِبَ حَمَى حَيْمِ الْعُلُومِ الْإِرْعَةِ وَنَوَاحِدِ الْفَقُورِ  
 تَفَارِغَةٍ وَتَقَدَّرَ بِهِ الْمَقْدُورُ فِي فُسْطَاتِ الْأَفَاوِاقِ الْأَعْدَةِ لِلْخَلْقِ مِنْ مَسَا  
 تِ الْبَيُوتِ الْإِرْعَةِ فَانْهَدَبَتْ عَمَّا نَحْمُ الْإِرْعَةِ فِي تَرَصُّعِ الْإِرْعَةِ وَبَعْدَ فَيَقُولُ مِنْ لَيْسَ  
 لَهُ إِلَّا الْإِسْتِكَاةُ وَلَا رَأْسَ دَالِهِ إِلَّا الْمُسْكَنَةُ مُحَمَّدٌ عَبْدُ الْحَيِّ السُّورِي هَمْدُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

الْعَوَايِدُ وَالْعِيَانَةُ كَادَتْ أَنْ تَنْجَحَّ ظِلْمَاتُ أَيْحَى الْمَوْتِ عَلَى الْعُقُولِ وَتَسْهَلَ غَوَاثِي الْغِيَا  
 مَهَامُهُ تَهْوِمُ الْفُحُورَ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ النَّاسُ بِهَا فِي لُحُورٍ كَالْحَيَارَى يَهْجُمُونَ  
 وَغَارَتِ بِهَا الْمَعَارِفُ السَّحَابُ فَهَمُّ فِي نَضُوبِهَا يَتَمَدَّنُونَ وَتُخْتَلِسُ بِوَارِقِ خَلَا

الْبَصَارِ هَمُّ لَا يَبْصُرُونَ أَذْ بَزْغَةِ الرَّشَادِ وَطَلَعَتْ شَمْسُ السَّهَادِ مِنْ مِطَالِهِ  
 الْهَوَايَةِ وَمَتَّارُ الدَّرَايَةِ فَقَلَّ لَأَتِ صَفَحَاتُ الْبَرِيَّةِ عَنِ الْفِيَاءِ وَتَزَحَّجَتْ عَنْ  
 الْفَيْتَاءِ وَنَبَعَ عَيْنُ الْعَالَمِ وَنَبَغَ نَهْرُ الْحِلْمِ وَتَوَلَّى عَلَيْهِ مِنْ يَجْلُولُ بِهِ الْفَهَامُ الْوَلَوِي

سيرة نوح ذكية وتعرف من الهاء فيوضه المقدسة ذو الطباع السوية ومثبت  
 دنيمه سخية من رياض عوارف معارف البهية فتقورت ازهار الزنق وازهرت بيطا  
 السميق واكتسب جنة الآكام حلا اخضره ومن وبل رغائبه الثراء الذي هو  
 مجمع البحرين بينهما برزخ لا يغيان من العلمين المعقول والمنقول الذين ذات  
 كؤوس تعاطيهما في الملون واضاء من المعارف الحلية سراجا وهاجا أيتضى  
 به من اضل شرعة ومنهاجا وافاض نهرا من لبن وعسل وخمر لذة الشاربين من العلوم  
 الحقيقية والفنون البقية بهاشفي صدور قوم مومنين اوتادى ومطاع  
 الفاض بالخير في السر والعلن المولى **احمد حسن** حرس الله من  
 تباريح الشجر ونواب المحن الذي لما تمكنت عقدة قد انعقدت في مسئلة امكان  
 كذب الباري تعالى وامتناعه وترجمت دونها اقدام العقول بايقاعه واستزاعه  
 فاناس في فتيحه كباسط كفنه الى الماء ليليلغاه وما هو بالغة فشم عن ساق  
 الجذ في الحلالها وانفتاحهما رسالة قد سية غراء ونسيمه سخية خضراء التي  
 مبانيها ومعانيها بحران يخرج منها اللؤلؤ والمرجان وفرائد دقائق محذورة في  
 ما بينهما مستحا ايدى الافكار وخرائد نكات كحوى عين فاستادها ما رنتها  
 ابصار الانظار اوراقها ترمى الورقاء في الجلال والنور وشنب الثغور فهل يتو  
 الظلم والنور او الظلم المحمود لا عرفه فانه كتاب لا ياتيه الباطل مريين بغيره لا مخالفه  
 وينطق عليكم بالحق اكيف لا وفيها تنزيل الله عن تجهيز الاساذيب الا بالجميل وثبت

وجوب الصدق) قد انشئت هذه القصيدة بفضل المفضل المنعم، وفي حليته وحسن  
يوم العاشر من المحرم الحرام، بمقرا على رسالة مدللة في متنازع كذب الملك العلامة  
الاستاذ الهمام الفتحفام وهو اعظم واعظم عقامة الاسلام.

سبحانك اللهم والاولياء	تجوز كذب فيك شره
انظن فيك جواز ونجاح	عز كل نقصان وجل هو
ارثيتان وجوب صدق مثانه	فمن المحال جواز كذبك
واليك تشكون ذويه بقولهم	انت العزيز وذو انتقام عدا
لا حول من احكامك فنقولها	وانا امرأ بيلغوه من علم
الله يقي من يقول عجاها	تجوز كذب فيه شره
ويوشح الاسفار في بطان	ويزجر الاطلا من اضواء
كلالين لم يتهموا بك لانه	فنفق لهم متعنتا بدها
وهو الذي يجب لو ادب عقول	ظلم بكل جمال في سودا
ويغوص في حجب العلوم فيمنه	ذيل عقول مساع لا بضياء
لما رايت معلما في مسند	كذاري انفسك تجتبط سوا
استاذنا ومطاعنا <sup>ي</sup> احسن	مثلا في العلم والاسراء
الله يعصمه ويعصم حافنا	من شر خناس وسوء عدا
ثم الصلوة على النبي محمد	والآل واصحاب والعلماء

هذا البيت من قصيدته  
في مدح الامام العباس

تقریظ و لپند نیتخه فکر خواص بحر معانی نقاد گنه نمکته دانی منشی بی بیل  
فاضل نبیل مقبول بارگاه صمیمانه مولوی نور محمد صاحب بیجا پور اسی  
شاگرد در شحضیرت مصنف سلمه الله الی الابد

گوهر شاهوار محمد مجید - وجه آبدار شای لا تعد - که ترازوی زبان و معیار بیان از نسج  
و پیودنش قاصر - و عقل ذکاوت فطرتان و درک فطانت طبعیتان از قوه بغسل  
آوردنش فخر - ایشار بارگاه کبریای متعال و نشا و گاه حضرت و ابدال باد آگه است صد  
بشارت و سن اصدق سن الشریف از مدنی کمال صد قشش رواقی بهضمون بهارت  
حق اشارت مایبدل القول الی الایاتین لباق تزهیش طاقی - و لغوت بیرون از احصا  
و احاطه قیاس - و رحمت افزون از انداز خرد دقیقه شناس - تحفه حضرت سید الکونین  
رسول الثقلین - خاتم المرسلین - مروج ما ارسلناک الایحیة للعالمین - قدوه انبیاء محمد  
سلم - و اصحاب الطیبین و آل الطاهیرین برجتک یا از جم الراحمین - اما بعد این سرگردان  
هیچ شناسی - ضرب خورده لطایف رسانی - اضعف عباده البصیر نور محمد - عنان خوشنوا  
خاتم باعصره مدعای طرازی معطوف میسازد - و گو به طلب قلبی را بهستیماری خواص بی  
ایمان جهان برآورده نثار محفل اولی الالباب بیناید - که دین زمان سفاهت اقتران  
نقد گران بهای هنر و علم چنان صلب گشته که خروارش بجز مهر و منجرند - و جوهر جان بها  
مفضل و فهم چنان متلع خام گشته که انباشت بجوی نیگیرند - برگ شجر بنون عقلی از اراج خزان

جبل و نادانی فرورنجته و شمرخت علوم نقل را از خط و سفسامی لایعنی پاک سنجیده تحقیق بقا  
 انظار مغرب علمار و بفرار نهاد و متعین نارب بطائفه غایبه فضا پشت داد و در چنین  
 توابع حال ثبوت بال که ام شاهد و ریاست شراب جلوه گری است که چشم ناشایان همین  
 بر شام اده انتظار است و که ام در دلا غشوه پرد از مخموم صهبای مخمل افروزی است که خاطر  
 همانان محتسای دیدار او چهار یا غار گری است که تا حجاب از چهره عالم آرائی خود  
 کشا عالمی را با دای شیفته طره سمن سای خود کرده و دهن غنا سرفی است که تا پخته  
 جلوه گسری نهاد آمد آمد موسم بهار فروده طرب نشاط بگوش چمن آریان روزگار در داد  
 با استقبال خیر قدش عرضه جهان بشکفتگی کلمای لوان رشک فزادش ناست و بعضا  
 گیتی از کثرت لایه از غوان غیرت ده کان بدیشان از هر سو صدای الآن محسوس الحق  
 بگوش بیاید و از هر کوی نوای نقد نظر الصدق شنیده میشود و همان شد بزم پیش  
 و کامرانی به بجام آمد شراب از غوانی برون آید نه شد کبیر غم و درود نشاط تازه و دلیها  
 وطن کرده همانان حجاب نشین زیبائی نه محبوبی است بیال که کو نظر این و مگر گان مرمل  
 یقین نازش غمزد بل نگاری است رعنا که تعطشان الال تحقیق از ناز ریجانی جمالش  
 اقتدار دقیق نوشند شاهد و لفریب جلوه کده احقاق حق است و منم تکرار نقد یزد او طلق  
 و فیکر نشاط هر هفت آرای توید بر نضد ظهورش است عقل خرد هین با سرباسی  
 نریه الرحمن عن شایسته الکذب النقصان موسوش ساخت الحق نادر صمیمیت  
 مشتمل بر درمکان کذب باری و شکران مجموعه است متضمن بر امتناع در و مگر حق تعالی

لم یزلی - هر چند بگفته است موجز اما بی‌قیه است - حذر دست در معانی و تشبیهاتی بحسب است  
 و محیطی است افی نازنینی است که طوق خیر الکا اقم قل و ان رگبوش شایان و دگر بی است که ایامی  
 ابطال ملت بلبل از پیشانی او در نشان حقا که حقه غروب و بت دعاوش بحالی تحقیق آراسته و  
 شاه لاملش که اینجی بر منصفه در قیقت است که در چه شانه او که بتقدیرین است که در چه ایامی این قصه  
 فخرم الشان اشطکی کرده و گنگونه انظار تاخرین ماضی سیمین ایامی این طلب شیم لک ان انقبوش  
 او اساسی است که ایامی نوده اما این کلی است که تا کله از هستی از جوی ناموس یافته هیچ غنچه بدین تازی  
 در خیابانش علم شگفتی که غیر اخته و رعنا طناری است که تا کله ران معاصی من نیارفتنی یا میر  
 نظیرش در شرم فلک نگذشته است آفاقها گردیده هم مرتبان و در زیدام و بسیار جوان نیز ام اما تو جز  
 دیگری در است که لغزش سعدی است از در غرید شجون و مضمونش عشوه گر است که بر بالایش قبابی  
 این شعر موزون ای خوشاد و چینی که در تصویق آن مضامین چون خام نقاش شده رنگین و در جنبش  
 که اقامه جلالت و اراسته رابطه عقیدت اینم لافیده و بیان خرافات و بزرگان اند - بلکه این عجار  
 نقدی است عیار که برای تنقیدش صیرفی عقل سلیم شایه است صدق شعاع و نطق و شورش  
 از مشاطگی فکر با خام مغزان مبر - و خد تعریفش از غازه شرابم فغان مصفا - زهی ششی است تازه  
 که در جنب ضیاس از بار معانیش چراغان گله در سپهر تیاب میماند و گلبنی است نو باوه که بهلوی  
 تازگی مضامینش انوار بهار آینه نظر نماید - سوادش مانند سیاهی مردم در دیده این شش جاگزین  
 و بیاضش مثل مهر اندر زمینه حق پروان را منور ساخته - چگونه باشد آخر نمجملند این بوستان  
 این کسیت - استادی زبده هاداة انام قدو علمای عالی مقام شکی از یک کمال ترنم و سلو



اتصال تسبیح معقول شهاب ثاقب گامی منقول میفرماید فیانی تدقیق زهر ریایات  
 تحقیق محی آمین شریعت مقصد قرائت فضیلت سید الانبیاء حارث طلاب زوایا الکتاب  
 حصتا اولی الالباب فخر بن مولانا مفتی احمد حسن صاحب س اول من رزاه العلوم که نظام  
 حمد کبریت الانتم چیست بزرگترین و توضیح دلائل تری حضرت بل غرت سی نور و جبرانی و هر  
 کلی این نگارنده میستان تمام کتب از بوستانی فراهم آورده تا آنکه بوی قبیح و بیخ قلمرو معانی  
 شیرینی مکتوبه دانی رضی مصداق تحقیق شمس و اعراضه تدقیق میثوای ارباب فهم مقتدای احباب  
 علم ناصب علی شهبان تخریج ثاقب آسمان تقریر صوفی با صفا خلاصه آل عباس مدین قون  
 عقلی نقلی مخزن شیون روز خفی جلی جناب لئال مولوی محمد علی صاحب علی گشته نیست  
 محفل ارباب بصیرت و دقیقه رس گزیده و از هر جانب صدای شکر الله تعالی میسر میسر  
 در سینه تعالی این بوده بانی تحقیق را از انهار شهرت این یارب کند باغبان شو صاحب بقیه آرای  
 تعجبش از شرات مقاصد این گیسو با و چون که برای نظامی منظر بیابان دار سعادت  
 اقامتی ادا فی میل تمام داشت - بنابران بدست یاری شاط کلک هر سلك سواد قلم  
 جاد و در خوشنویس معید خطاط بمیدل سر آمد و جاد و کاران مان خواجه عبد الواحد  
 از خد و حال ناز و تحریر و نقاشی گلگون تسلیم بر هفت آرست و بر خند لوح مطبوع و لغز با جرات  
 جناب منشی عبد العزیز یارباش خیر خواه طالب بین جناب مولوی امیر الدین جلالتی طوبی طوبی  
 و معطشان بادی بخت بر احقاق حق را از زلال انجاء مخطوط البال شیرین کلام نموده و  
 انا العبد الضعیف نور محمد الجور دافوری من مضافات الامور صانه المدین کجور عبد الکور

## تمت

واضح ہو کہ درمیان امکان کذب باری تعالیٰ سے دعویٰ کیا ہے کہ شیخ موقوف اور کتب  
مقاصد سے ہمارا مدعا ثابت ہے اور ان دونوں شارحین امکان کذب باری تعالیٰ کو مسلم  
رکھا ہے اسوجہ سے مجھے ضرورت تھا کہ ان دونوں کتابوں کی طرف رجوع کروں کہ ان کے  
سے جواب لکھنے کی وقت شرح موقوف تو میرے پاس موجود تھی اسکا حال تو ناظرین کو جہاں  
کے ملاحظہ سے ظاہر ہو گیا البتہ شرح مقاصد تھی بفضلہ تعالیٰ موقوف یہ رسالہ چھپا ہوا  
موقوف یہ کتاب بھی مجھے پہنچنی بعد لکھنے کے معلوم ہوا کہ درمیان مذکورین نے جس  
کو شارح مقاصد کھڑے منسوب کیا ہے وہ سراسر غلط اور اتمام ہے بلکہ شرح مذکور تو اس دعویٰ  
کی کمال درجہ تک پہنچ گئی کرتے ہیں جا بجا میرے بیانون کی تصدیق فرماتے ہیں لہذا کتاب  
معلوم ہوا کہ بطور اتفاق اسکی عبارت نقل کروں اور اپنے جواب کا ضمیمہ اسے قرار دوں +

## عبارت شرح مقاصد صفحہ ۲۴۱ جلد ۴

الوجه الثالث كلامه لو كان اذ ليا لزم الكذب واخباره لا الاخباره فربما ينقصه كثير من كلامه  
الله تعالى مثل اننا ارسلنا وقال موسى وعصى فرعون الى غير ذلك صدق بقتضى سبق وقوعه  
ولا يتصور السبق على الازل فتعين الكذب هو محال او اولها اجتماع العلماء وما كانوا في  
من اخبار الانبياء عليهم السلام الثابت صدقهم به لالة المعجزات من غير توقف على ثبوت كلامهم  
تفاضلا عن صدقهم انما الثالث ان الكذب نفس توافق بعدلاء وهو على الله محرم ما فيه من  
امارة العجز او الجهل او العيب اما رابع فلان من تصف في الازل بالكذب في خير لا يستمع صدق

هذا وجه ثالث  
للعقدان في الكلام  
الكلام النفساني  
القديم الثابت  
عندنا لا شاعرة  
من اهل السنة  
والجماعة  
هم ائمة

فیہ ان ما ثبت قد رجع عدہ نیک حاکم مصری من علوم سنہ ۱۰۱۵ ھ علیہ بحرہ  
اعلمی علیہ طریق خرد و وجہ نیست کہ منقول از حدیث سیمو عن ائمه زعماء  
الارواح مرجع الصدق و کذب و وجہ منواله منقول از حدیث سیمو عن ائمه زعماء  
ارواحی لم یقلوا فی حق من لا یتوب من الذنوب و وجہ منواله منقول از حدیث سیمو عن ائمه زعماء  
مکون نقصان الکذب سبب از حدیث سیمو عن ائمه زعماء و وجہ منواله منقول از حدیث سیمو عن ائمه زعماء  
اگر ان عقاید کان قولاً الحسن را شیخ و فی حق عقاید ان کتب سمعیہ یرمذره و حدیثی علی  
مرجع الادله السمعیه و کلام شیخ محمد قدس سره بقوله ان من لم یصلح لاصول الاسلام  
خبر خاص قد عرفت ما قبله و حدیث موافق از حدیث سیمو عن ائمه زعماء و وجہ منواله منقول از حدیث سیمو عن ائمه زعماء  
عقلی من موافق حدیث و حدیث سمعی من کلام مولانا محمد قدس سره و انفعیل علی محل له و قوسنہ  
الحسن بقوله و جواب ان کلامه ان لا یصلح ما ضل حواله مستقبل لعدم احواله  
شان مقاصد کے اقران سے پہلے یا کوئی تائید ہو تو ہے جو شبہ جواب نہ کہ میں کہ  
میں اول یہ کہ کذب باقیان باوجود عدم اتفاق عقاید باقیان میں ہے اس کے کہ لایستغنی  
اتفاق باقیان عقاید اور وہ باقیان میں خاص ہے یہ کہ انفسی و لفظی میں و با  
اتصاف بعضہ فی کذب طارز سے من اولیہ کلام انفسی کا اتماء نہ ثابت ہو کہ انہیں سے  
بذریعہ تقدیر جبرانیہ حق کی طوائفی تعبیر عنہ ان کلام انفسی کا جو او و ناواصق نہ کہ کتب  
فی طوائفی کا بھی اتماء نہ ثابت ہو یا کچھ تھے کہ اس میں باقیان اتفاق شام موافق کہ  
اول و دوم و یا اس سے اتماء نہ باقیان کلام انفسی میں ثابت ہو تا بہ افضل میں طلب و یا

الکلمہ لیلزم الدور اور دوسرے کہ ہما بجاث سابقہ میں باری تعالیٰ کے کذب کے امتناع کو عقل  
 ثابت کرنے میں پس منع کے کیا معنی لان المنع مطالبۃ الدلیل وقدم الدلیل جواب شارح  
 سے خوب جامع ہو گیا کہ باری تعالیٰ کے کذب کا امتناع شرع سے بھی ثابت ہو سکتا ہے اور عقل سے  
 بھی پس شرعی معنی ما و بہ الشیخ موانعہ ما یوقوف علی الشیخ اور یہی امر مین سالہ فی امین  
 ثابت کر چکا ہوں فللہ الحمد عبارت صفحہ ۲۲۶ جلد ۲ الثالث لایات والاحادیث الواحدة  
 فی تحقیق الثواب العقاب یوم الجزاء فلولا وجوب جازا لعدہ لزم انتفاء الذنب ورد بان غایتہ  
 الوقوع بالبتہ وهو لا یتلزم الوجوب علی اللہ والاستحقاق من العبد علی ما هو المدعی من  
 والمذہب جواز الخلف فی العید بیان لایقہم لاعدائہ حیث یتاکد الاشکال وسنکلم علیہ  
 فی بحث العفو ان شاء اللہ تعالیٰ قول شارح مقام مذکور یہ کیا کہ اشکال برہان قوی ہے  
 اس امر پر کہ مجوزین غفلت الوعد پر اشکال مکان کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے پس اگر شارح مقام  
 کے نزدیک اس مکان کذب باری تعالیٰ محقق ہے تو اشکال کے کیا معنی ہونگے چہ جائیکہ اشکال  
 او اس کے حوالہ کی بحث آئندہ پر کیا حاجت ہے بلکہ اس کا اتنا ہی جواب کافی ہے کہ کذب باری تعالیٰ  
 نزدیک محال نہیں ہے فالنالی البین باطل حتی یسندہ بطلانہ علی بطلان اللقدم اور اس امر کا  
 شارح نے بحث عفو میں بیان کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ یہ عبارت صفحہ ۲۲۶ جلد ۲ تمسک الیوم  
 بجواز العفو عقلاً وامتناعاً سمعاً وعلماً بصرف من من المعزلة وبعض المعذات بالخصوص والواحد  
 فی وعید الفساق واصحاب الکبائر ارباباً لخصوص کقولہ تعالیٰ فی کل احوال الناس اومر یفعل  
 عد وانا وظل افسون نصلیہ ناراً وفي قوله عن الزعم واما وجهہ ویریس المصیر وفي قوله



کذبہ لکونه قبیحا فلم یقلطان هذا الکذب فیمر وقد توقف علی العفو لانه هو غایة الکرم وهذا  
 کمن اخبره بقتل زید اذ اظلم فی الغد اما ان یکون الحسن قتله وهو باطل واما ترک قتل <sup>الموت</sup> وهو  
 لکن لا یوجد عنه جرم الکذب لا یوجد الحسن الا عند وجوده حسن قطعاً فیهذا الکذب حسن قطعاً  
 ویکمن دفعه بان الکذب فی اخبار الله تعالی قبیح وان تضمن جرمه من المصلحة وتوقف علیه نوعاً  
 من الحسن لما فیه من مفاسد لا تخصی مطاع فی الاسلام لا تحف منہا مقال الفلاسفة  
 فی المعاد وجمال الملاحدة فی العناد ومنها بطلان ما وقع علیه الاجماع من القطع بخالوده <sup>لکف</sup>  
 فی النار فان غایة الامر شهادة النصوص القاطعة بذلك اذ اجاز الخلف لیمتبق القطع <sup>الاشد</sup>  
 شرفه لا یجوزون العفو عنهم والحکمة علی ما یشرع قوله تعالی ان تجعل المسلمين کالجبرین  
 مالکم کیف تحکمون وغیر ذلك من الایات ووجه التفرقة ان العاصی قلباً یخلو عن خوف  
 عقاب ورجاء رحمة وغیر ذلك من خیرات تقابل ما ترک من المعصية اتباعاً للهوى <sup>ف</sup>  
 الکافر ایضاً الکفر مذهب المذهب یعنفه للابد وحرمة لا تخفى الا لارتفاع اصل الکفر  
 عفو به بخلاف المعصية فانها بوقت الهوى والشهوة واما من جوز العفو عقلاً والکفر  
 فی الواقع اما قوله الجواز الکذب المتضمن للفعل الحسن او بانه لا کذب بالنسبة الى المستغفر فمخرج  
 صریح اخبار الله تعالی بانه لا یعفو عن الکافر ویمحله فی النار فحیال الخلف عدم وقوع مصنف  
 هذا الخبر محتمل ولما کان هذا باطلاً قطعاً علم ان القول بجمالی الکذب فی خبر الله تعالی باطل قطعاً  
 اس تحریر صاف ظاہر ہوتا ہو کہ کذب اگرچہ ہزار صحت کو تضمن ہوا اور اسپر ہزار ہا امور  
 حسنہ متوقف ہوں ہرگز اس کا قبیح زائل نہیں ہوتا اور اوس میں لا تخصی مفاسد مطاع



مركز زمین اور جو اختلاف فی الودیع بھی ہزار اسطاعین کو موجب چین و ازخلاف الودیع جو کذب بتعالیٰ  
 و دونوں قطعاً باطل ہیں اور یہاں سے یہ مضمون معلوم ہوا کہ سید سید جو تحالہ کذب باری کو ممنوع کیا وہ الزامات  
 اسلئے کہ اسی سبب کا جواب لکھا ہے اور سبب چھوڑ دیا ہے نہیں نص کیا ہے کہ مدم تھا  
 ہمارا مذہب ہے یا مستزاد کا اور امام فخر الدین رازی نے تصریح کر دی ہے کہ ہم الزامات ہیں  
 کہ استحالہ کذب کا مستزاد کے نزدیک بھت قبیح ہے اور یہاں قبیح نہیں ہے بھت مصلحت  
 عفو و کرم کے اور اسی امر کو ہم رسالہ میں تفصیل و اربیان کر چکے ہیں اور یہی تحقیق رسالہ  
 ہدایہ میں مکرر گذر چکی ہے **فَلله الحمد والذی لا ینزل الہ الا بالقرآن**

### التماس مؤلف

اہل حق کی خدمت میں التماس ہے کہ میں نے یہ رسالہ کسی نفسانی غرض سے نہیں لکھا بلکہ محض  
 بنظر خیر خواہی سلام اور اہل سلام لکھا ہے اور حسیہ دینی اس تحریر کا باعث ہوئی ہے  
 اسکان کذب بتعالیٰ ایسا مار کیا خیال ہے کہ جسکے دل میں تو ایمان کی جھلک ہے وہ ہرگز اس  
 ظلمت کے پائے نہ لگے اور ایسی عیب ہے ابھو کہ جو مسلمان سیدکا وہ تھا جابیکا مگر عوام کو دیکھو  
 کھانے اور دشمنان دین کے طعن کرینکا نہایت خوف ہوا اسی وجہ سے میں نے محنت گزار کر  
 اگر پسند خاطر ہو تو مجھ سے اس ذات جامع الکملات کی طرف سے جو ہر طرح کے نقص و عیب سے  
 منزہ ہے اور اگر کوئی نقص دیکھیں تو اس بہت عیب کی طرف سے نوکے میں **وَمَا آتَا نَفْسِنِیْ**  
**لَا اَنْتَ النَّفْسُ لَمْ تَخْلُقْ بِالسُّوءِ** اور اگر بنظر محبت اسلامی اس کا کوئی اطلاع دین تو بہتر ہو گا  
 مگر میں کہ بغیر نہایت غور و فکر کے جھٹ پٹ رو کہ پست حد ہو جائیں گے اس مقولہ بنظر



رکھیں کہ وہ من عائب فوالصیحا + و آفته من الفہ السقیم + اور یہ بھی ملحوظ خاطر ہو کہ یہ سلا  
 کیا ہے ایسا نہ کہ بڑھتے بڑھتے ایسی نوبت پہنچے کہ سیری مخالفت اور تضاد میں حضرت  
 ایمان علی الاعلان شریف یحاجین (اعاذنا اللہ منہ) اور دشمنان میں خوب مضحکہ اڑائیں اور  
 اگر تعصب محل حق سے باز نہ آئے اور خواہ مخواہ روگرداں نہ ہو کر نہ تو دشمنین اور مخالفین کا غرور ہوتا  
 کہ اپنی دعو کو کسی نفس صریح سے ثابت کریں اپنے خیالات اور تنہا طاعت پر قناعت فرمائیں کیونکہ اگر  
 اعتقادات میں یکے اور امر عقائد کی استنباط سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسکے لیے ثبوت قطعی چاہیے  
 کما هو مبین فی موضعہ اور ادنی مرتبہ یہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصریح نقل کریں مگر اگر ایسا  
 کہ الزامی قول کو ان کا عقیدہ خیال کر لیں دوسرے کہ کسی مستند شخص کے نام سے تحریر ہو اور اگر ان  
 دونوں امر و مخالفین کا تودہ تحریر لایضاً یہ سمجھی جائیگی +

### اشتہار

ایمان لوگوں کو فودہ ہو کہ ان دونوں نادر سالہ تشریہ الرحمن عن شائبۃ الکذب انقصان جو کمائی نہیں  
 حضرت مولانا احمد حسن صاحب غفر فیہ کی تحقیق تیار ہے شائبۃ میں چھپکر اہل ایمان کیلئے جہز جان  
 صاحبان پر کیلئے قوت نظر ہوا اس کو ہرگز انہما کی خریداری نہیں منظور ہو وہ چار آیت قیمت درآوہ آنہ  
 محصول ان علم ہو چکا کہ مدرسہ دارالعلوم کانپور سے طلب فرمائیں جس میں شیخ فرید الدین نے تصنیف  
 کیا جائیگی حق تالیف محفوظ رکھا گیا ہے کوئی مسابلا اجازت جناب تالیف کا غرض نہیں کہ جقدر شیخ  
 منظور ہوں شہر سے طلب فرمائیں +

تھر

حافظ امیر الدین مدرسہ دارالعلوم کانپور

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي جعل في كتابه ما لا يحصى  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سراج الخفيين

الاعيان والفقيرين  
ولادة مامر المتقين

١٣٠٤

الاعيان والفقيرين  
صاحب السيف والشمس  
سيدنا محمد بن حسين  
عليه السلام

مطبع گلزار محمدی  
تهران